عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

ربیع الاول ۱۴۲۷ھ
اپریل 2006ء

جلد ۱۰/۳۹
شمارہ ۳

مسلمان سربراہان خصوصاً صدر مشرف کی توجہ کیلئے

اسلام مخالف مہم اور مغربی ذرائع ابلاغ

غازی علم الدین شہیدؒ اور حالیہ خاکے

جتوئی، چوک پرمٹ کے افسوسناک واقعہ کی رپورٹ

مباحثہ ایبٹ آباد

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۳ .... جلد ۱۰/۳۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

امریکی صدر کا دورہ بھارت و پاکستان	جناب صاحبزادہ طارق محمود	3

مقالات ومضامین!

مسلمان سربراہان خصوصاً صدر مشرف کی توجہ کیلئے	حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ	7
اسلام مخالف مہم اور مغربی ذرائع ابلاغ	جناب سید مواحد حسین شاہ	10
جتوئی کا افسوس ناک واقعہ	جناب جبار مفتی	17
غازی علم الدین شہید اور حالیہ خاکے	جناب جسٹس (ر) سجاد علی شاہ	19
حب رسول ﷺ کا تقاضا	حضرت مولانا محمد صابر	24
عشق کا امتحان	جناب جاوید چوہدری	26
حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	29
حضرت مولانا غلام حیدرؒ	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	30

ردقادیانیت!

مباحثہ ایبٹ آباد	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	31

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	48
تبصرہ کتب	ادارہ	55
دل کی بند شریانیں کھولنے کا نسخہ	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

امریکی صدر کا دورہ بھارت و پاکستان!

صلیبی شہنشاہ عالم پناہ ڈبلیو جارج بش بھارت' پاکستان اور افغانستان کا سرکاری دورہ مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن روانہ ہوگئے۔ امریکی صدر کے دورے سے قبل جن توقعات' خدشات اور نوازشات کا تجزیہ کیا گیا تھا امریکہ بھارت معاہدات کے تناظر میں افغانستان کے فرمانروا حامد کرزئی سے ملاقات کی صورت میں اور صدر پرویز مشرف سے باہمی نوبت کلام کی شکل میں تمام حقائق تقریباً منظر عام پر آچکے ہیں۔ امریکی صدر نے پانچ دن بھارت کو دو دن پاکستان کو اور چند گھنٹے افغانستان کو دے کر اپنے میزبانوں کے ساتھ مہمان داری کا متوازی سلوک برقرار رکھا۔ بھارت بلاشبہ پاکستان سے پانچ گنا بڑا ملک ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان کو ایک دن کی اضافی مہمان نوازی کا اعزاز بخشا گیا۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے ماضی میں ہمیں اپنے قیمتی وقت سے صرف پانچ گھنٹے عطا فرمائے تھے۔ ان مختصر لمحات وصال پر بھی ہم پھولے نہ سماتے تھے۔ افغانستان میں مختصر قیام کا مقصد اپنی فتح مندی کے تاثر کو نمایاں کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔

امریکی صدر کے طوفانی دورہ میں گرج چمک ہمارے حصہ میں۔ جبکہ نوازشات کی موسلا دھار بارش بھارت کے حصہ میں آئی۔ افغانستان کی سازگار فضاؤں اور ہواؤں کی قسمت میں آوارہ بادل اُدھر سے بھی ہو گزرا۔ وسیع تر سیکورٹی انتظامات' بڑے کروفر' حفاظتی لاؤلشکر کے علاوہ 65 خوش قسمت کتوں سمیت امریکی صدر کے دورہ کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ تمام تفصیلات کے منظر عام پر آنے کے بعد اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امریکی صدر کا اصل دورہ تو بھارت کا ہی تھا۔

امریکہ جمہوریت کا علمبردار' جمہوری اقدار کا پاسبان ہونے کا دعویدار ہے۔ قیام پاکستان سے اب تک امریکی سربراہان جب بھی پاکستان تشریف لائے انہوں نے ہمارے فوجی حکمرانوں کے ادوار کا انتخاب کیا۔

1965ء میں امریکی صدر آئزن ہاور پاکستان کے دورے پر آئے تو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صدر ایوب خان کا طوطی بولتا تھا۔ 1967ء میں صدر جانسن نے جب وطن عزیز میں قدم رنجہ فرمایا تو بھی ایوب خان کا آمرانہ دور تھا۔ 1969ء میں صدر رچرڈ نکسن کا دورہ ہوا تو اس وقت جنرل محمد یحییٰ خان براجمان تھے۔ امریکی صدر کے والد جارج بش نے نائب صدر کی حیثیت سے پاکستان کا دورہ کیا تو جنرل محمد ضیاء الحق کا راج تھا۔ 2000ء میں امریکی صدر بل کلنٹن نے پاک سرزمین پر قدم رکھا تو جنرل پرویز مشرف صاحب اختیار تھے۔ دنیا کی واحد سپر پاور کے

عالی جاہ صدر جارج بش 3 مارچ 2006ء کو جب اپنے سرکاری دورے پر آئے تو انہوں نے بھی عسکری آمر کے دور کا انتخاب کیا۔

اس مختصر تجزیاتی جائزہ کو سامنے رکھ کر امریکی صدر کے دورہ بھارت و پاکستان کو باآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ قیام پاکستان سے اب تک ہم امریکہ کے حاشیہ بردار رہے ہیں۔ بعض ادوار میں تو ہماری حیثیت غلاموں سے بھی کہیں بدتر نظر آتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکی غلامی کے طوق کی مضبوطی کے لئے بار بار فوجی آمر مسلط کئے جاتے رہے۔ پائیدار دوستی اور مضبوط باہمی تعلقات کے خوشنما ناموں کی آڑ میں امریکی مفادات کے فروغ اور تحفظ کی خاطر امریکی صدور نے جب بھی علاقے کا دورہ کیا۔ بھارت میں جمہوریت آزاد اور پاکستان میں آمریت آزاد رہی۔ امریکی سربراہوں نے بھارت کی سیاسی قیادت سے مذاکرات کئے تو پاکستان میں فوجی حکمرانوں کو اپنے دیئے گئے ایجنڈے کو پایہ تکمیل کرنے پر مجبور کیا۔

ہم نے امریکی مفادات کے لئے بڑے بڑے خطرات مول لئے۔ ماضی گواہ ہے کہ ہم نے امریکی خوشنودی کے حصول میں اپنی وحدت کی پرواہ نہ کی۔ اپنی سلامتی کو داؤ پر لگایا۔ اپنے دفاع کو فراموش کر بیٹھے۔ یہاں تک کہ اپنی بقاء کو بھی امریکی مفادات کی بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہ کیا۔ تاریخ میں شاید ایسی مثال ملنا مشکل ہو کہ امریکی مفادات کے لئے آلہ کار کی حیثیت سے ہم نے ایک دوسری سپر طاقت سے ٹکرانے سے گریز نہ کیا۔ وہ جہاد جو آج متروک کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ امریکہ کے ایما پر اسی جذبہ جہاد کو پروان چڑھایا گیا۔ پاک مسلح افواج میں سے اس شخص کا انتخاب کیا گیا جس کے تقویٰ وطہارت اور جذبہ ایمانی سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ جہادی گروپوں کو منظم کرکے دنیا بھر کے مجاہدین میں جہاد کی روح پھونک کر روس کے خلاف صف آرا کرنے میں ہم نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اپنی معیشت اور وسائل کو معہ عسکری قوت اس آگ میں دھکیل دیا جس کا خمیازہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ ہم نے امریکہ کی خوشنودی کے لئے لاکھوں مہاجرین کا بوجھ خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ کلاشنکوف کلچر اور ہیروئین سمیت آنے والوں کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کئے۔ امریکی تحفظات کے لئے وفاداری اور تابعداری کا سارا ڈرامہ ایک فوجی حکمران کے دور میں مکمل ہوا۔ لطف یہ کہ جب امریکہ علاقہ میں اپنے مفادات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تو جنرل محمد ضیاء الحق کو ان کی پوری جانفشاں ٹیم کے ساتھ غفرلہ کردیا گیا۔

امریکہ ایک طرف تو جمہوریت کا چیمپئن کہلاتا ہے اور دوسری طرف وردی اور اختیارات کے حامل حکمرانوں سے اپنے مفادات کے ایجنڈے کی تکمیل بھی کرواتا ہے۔ جنرل پرویز مشرف سے امریکہ نے اپنے مفادات اور تحفظات جس طرح حاصل کئے امریکی قیادت کو خود اس کا یقین نہ تھا۔ اگر جنرل محمد ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کے ادوار کا تجزیہ کریں تو امریکی وفاداری کے تمام راز طشت از بام ہوجاتے ہیں۔ امریکی صدر کا حالیہ دورہ بھارت

بامقصد اور ٹھوس رہا۔ جبکہ ہمیں شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ فرنٹ لائن اتحادی ہونے کے باوجود صرف تھپکی ہی ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے۔ ہمارے لئے کیا یہ شرف کم ہے کہ ہم پرانی تنخواہ پر بھی آقا کے مشکور وممنون دکھائی دیتے ہیں۔

امریکی صدر کے دورہ بھارت کی راہیں ایک مدت سے ہموار کی جارہی تھیں۔ سابق صدر بل کلنٹن کا 2000ء کا دورہ بھارت اسی دورہ کی کڑی تھا۔ امریکہ ایک طویل مدت سے بھارت کو اپنی طرف مائل کرنے اور خوشگوار تعلقات استوار کرنے کی تحریک میں مشغول رہا ہے۔ بھارت نے اپنی گراؤنڈ بنانے' اپنے معاشی' اقتصادی مفادات کے حصول کے بعد امریکہ سے آنکھیں ملانے کا فیصلہ کیا ہے۔ امریکہ چین کے بمقابل بھارت جیسے بڑے ملک کی خیر خواہی کا طالب تھا۔ لیکن بھارتی قیادت نے ہماری طرح وفاداری اور دوستی بنانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بھارت نے امریکی مفادات سے پہلے اپنے مفادات کو سمیٹا اور تحفظات حاصل کئے۔ اس مقام پر ایک جمہوری اور فوجی حکومت کا فرق واضح ہوتا ہے۔ ایشیاء میں بھارت جیسے بڑے ملک کو چین کے بمقابل کھڑا کرنا امریکہ کی ضرورت تھی۔ بھارت نے امریکہ کی اس ضرورت سے کماحقہ' فائدہ اٹھایا۔ اب پتہ چلتا ہے کہ سارک تنظیم کے قیام کا اصل مقصد کیا تھا؟۔ پہلے علاقے بھر میں بھارت کی چودھراہٹ کو تسلیم کروایا گیا۔ بھارت کے معاشی واقتصادی ڈھانچہ کو مستحکم کرنے کے لئے ابتدائی طور پر اسے چھ اہم منڈیاں فراہم کی گئیں۔

بھارت نے یقیناً امریکہ کو یہ تاثر دیا ہوگا کہ چین کے بمقابل امریکی مفادات کی داغ بیل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی اقتصادی اور دفاعی ضرورتوں کو پورا نہ کیا جائے۔ چنانچہ بھارت کو منصوبہ بندی کے تحت معاشی واقتصادی طور پر چین کے ہم پلہ بنایا گیا۔ جنگی اور دفاعی نکتہ نظر سے بھارت وہ سب کچھ حاصل کر چکا ہے جس کی اسے ضرورت تھی۔ بھارت نے معاشی' اقتصادی اور دفاعی پوزیشن کے استحکام کے بعد ہی امریکہ کو گرین سگنل دیا ہے۔ امریکہ کے ساتھ نیوکلیر معاہدہ کے علاوہ دیگر تجارتی' اقتصادی معاہدات میں بھارت نے امریکہ کو کچھ دینے سے قبل وہ سب کچھ حاصل کرلیا ہے جس کی اسے ضرورت تھی یا نہ تھی۔ ایک ہم ہیں کہ طویل مدت سے رقم ادا کرنے کے باوجود الیف سولہ حاصل نہیں کر پائے۔ یہ ہے بھارتی قیادت کی ذہانت اور دوراندیشی۔

امریکی صدر کا دورہ پاکستان تفریح کے سوا کچھ نہ تھا۔ بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلنا' بسنت میں حصہ لینے کے شوق کا اظہار کرنا' فرنٹ لائن اتحادی ہونے کے باوجود ہم نے امریکی خوشنودی میں دن رات ایک کردیا۔ لیکن صاحب بہادر پھر بھی مطمئن نہیں۔ امریکی صدر کی آمد سے قبل پینتالیس قبائلیوں کے خون کا نذرانہ بھی امریکی صدر کو خوش نہ کرسکا۔

نیویارک ٹائمز نے ستائیس جنوری کے اداریے میں لکھا کہ: ''جنرل مشرف اپنے آپ کو اس بات کا اہل ثابت نہیں کرسکے یا شاید وہ چاہتے ہی نہیں کہ القاعدہ' طالبان اور کشمیری دہشت گردوں کے ٹھکانوں کا قلع قمع کریں۔''

واشنگٹن پوسٹ نے الزام لگایا کہ صدر مشرف نے فوج کو افغان گوریلوں کے خلاف استعمال نہیں کیا جو پاکستان میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بھارت میں دراندازی کرنے والوں کو بھی نہیں کچلا۔ دینی مدارس کے خلاف کارروائی نہیں کی۔ ایٹمی پھیلاؤ کے بڑے مجرم کو معاف کر کے تحفظ فراہم کیا۔ فوجی عہدہ چھوڑنے اور جمہوریت بحال کرنے کا وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔ امریکی صدر نے حامد کرزئی کے پہلو میں کھڑے ہو کر کہا کہ وہ جنرل پرویز مشرف کو افغانستان میں دراندازی بند کرنے کا کہیں گے۔ امریکی صدر کی پروٹوکول سے بے نیاز اسلام آباد میں آمد اور رخصتی ایوان صدر کی بجائے امریکی سفارتخانے میں ان کا قیام۔ یقیناً اس میں ان کی مرضی کا عمل دخل شامل ہوگا۔ یہ روکھا پن اور سرد مہری تاثر دیتی ہے کہ امریکہ جنرل پرویز مشرف سے اپنے تحفظات کے حوالے سے اتنا کام لینے کے باوجود بھی مطمئن نہیں۔ ہمیں کولہو کا بیل بنے مدت ہوگئی۔ ہمارا ہر قدم اپنے آقا کی اطاعت کا مرہون منت ہے۔ ہماری ہر سانس اسی کے نام منسوب ہے۔ لیکن ہمارا آقا ہم سے خوش ہے نہ مطمئن۔ ہماری حالت تو کچھ یوں ہے کہ:

میری نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

امریکہ کے سابق نائب وزیر خارجہ کارل انڈر فرتھ کی پیشین گوئی ہے کہ 2020ء تک بھارت دنیا کی سب سے بڑی معیشت ہوگی۔ انہوں نے امریکی حکومت کو مشورہ دیا کہ معیشت' آبادی اور جمہوریت کے لحاظ سے بھارت امریکہ کے لئے موزوں ترین ملک ہے۔ اپنے مخصوص مفادات کے حصول میں امریکہ کی سیماب طبیعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کبھی ہماری آمریت سے رومانس' سعودی شہنشاہیت سے عشق اور فرد واحد کی حکمرانی سے دل لگی سے بھی گریز نہیں تھا۔ امریکہ نے آج یہ بھی نہ سوچا کہ یہی بھارت ہمیشہ روس کا حواری رہا ہے۔ امریکہ نے کام پاکستان سے لیا اور انعام بھارت کو دیا۔ امریکی صدر کے دورہ بھارت و پاکستان پر ہمارے ایک دوست کا بے لاگ تبصرہ حقیقت پر مبنی ہے کہ: انڈے کہیں کڑکڑ کہیں!

(بقیہ صدر مشرف کی توجہ کیلئے)

ان تمام امور کا جواب اللہ تعالیٰ پہلے ہی قرآن پاک میں فرما چکے ہیں کہ:''قل ان کان آباؤ کم وابناؤ کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یأتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفاسقین ، سورة توبه 24'' ترجمہ:...... ''کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بیویاں اور کنبے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کے راستے میں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دکھلاتا۔''

مسلمان سربراہان خصوصاً صدر مشرف کی توجہ کیلئے!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ

جامعہ خیر المدارس ملتان

تقریباً تمام سربراہ وقتاً فوقتاً اعلان کرچکے ہیں کہ ہم دہشت گردی کو ختم کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور خصوصاً صدر پاکستان جہاں کہیں بھی دورے پر گئے وہاں مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی کے ختم کرنے میں ہم ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی تعریف کسی اعلان میں نہیں کی گئی۔ حتیٰ کہ اعلان مکہ میں بھی دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بظاہر ان کے نزدیک دہشت گردی صرف یہ ہے کہ جو امریکہ مخالف جہادی تنظیموں کی مدد کرتا ہے یا امریکہ کی پالیسیوں کے خلاف ذہن رکھتا ہے۔ اس کو دہشت گرد قرار دے کر القاعدہ کا ساتھی قرار دیا جاتا ہے اور گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کردیا جاتا ہے یا منظر عام سے غائب کردیا جاتا ہے جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ زندہ ہے یا مردہ۔ اپنے ملک میں ہے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کردیا گیا۔ اس سے زیادہ ان سربراہان کے ہاں دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں۔ اس لئے کہ مرعوب ہونے کی وجہ سے یہ امریکہ کی بتائی ہوئی دہشت گردی کو ہی دہشت گردی سمجھتے ہیں۔

دہشت گردی کی تعریف

غیاث اللغات ص 219 میں دہشت کا معنی حیرت اور سراسیمگی لکھا ہے اور ص 267 پر سراسیمہ کا معنی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ پس سراسیمگی کا معنی ہوگا پریشانی اور مصباح اللغات ص 239 پر دھشا کا معنی متحیر ہونا لکھا ہے۔

ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت کا معنی حیرانی' پریشانی' مدہوشی ہے اور دہشت گرد کا معنی حیرانی' پریشانی اور مدہوشی پھیلانے والا ہے۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو انسانوں میں پریشانی پھیلاتا ہے دہشت گرد ہے۔ زیادہ تر اس کا استعمال ان امور کے نقصان کرنے والے پر کیا جاتا ہے جن کو انسان اپنے لئے ضروری اور قیمتی سمجھتا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ان ضروری اور قیمتی اشیاء کی نشاندہی فرمائی ہے جس سے دہشت گردی کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''عن سعید بن زید قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون دمہ فھو شھید ومن قتل دون دینہ فھو شھید ومن قتل دون اھلہ فھو شھید۔'' ترجمہ:...... ''جو شخص اپنی جان' مال' دین اور اہل بچاتا ہوا قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔''

اسی طرح دوسری حدیث شریف میں وارد ہے کہ:''من قتل دون داره فهو شهيد ومن قتل دون عرضه فهو شهيد. ''ترجمہ:......''جو شخص اپنا گھر اور عزت بچاتا ہوا قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔''

ان مذکورہ اشیاء جان' مال' دین' اہل' گھر اور عزت کو بچاتا ہوا جو شخص قتل کیا جاتا ہے وہ شہید ہے اور جو ان چیزوں پر حملہ کر کے قتل کرتا ہے یا لوٹتا ہے وہ مخلوق خدا کو پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنی طاقت کے زور پر ان کو مارتا ہے وہ دہشت گرد اور ظالم ہے۔ اس سے دو امر ثابت ہوئے کہ:

1...... کسی کی جان' مال' عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے۔

2...... دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے۔ اور ردعمل میں دہشت گرد کو مارنے والا مجاہد ہے دہشت گرد نہیں۔

حضورﷺ کی توہین کرنے والا دہشت گرد ہے

1...... حضورﷺ کی توہین کرنے والا ایک شخص کو نہیں بلکہ کل امت مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے والا ہے۔ لہذا یہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

2...... حضورﷺ کو ایذاء پہنچانے والا قرآن پاک کی رو سے واجب القتل ہے۔ آیت مبارکہ ہے کہ:

''ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعدلهم عذابا اليما. ''

ترجمہ:......''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے لئے دنیا میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔'' دنیا میں لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ لہذا یہ جرم قابل قتل ہوا تو مجرم دہشت گرد قرار دیا جائے گا۔

3...... جس کارروائی کے ردعمل میں قتل کی کارروائی ہو وہ دہشت گردی ہے اور توہین رسالتﷺ کے ردعمل میں قتل کرنے کے واقعات معروف ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں غازی علم الدینؒ اور پاکستان میں حاجی مانکؒ کا قصہ معروف ہے۔

4...... جس ذات کی عزت پر مسلمان جان' مال اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اس کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے تمام مسلمان اپنی جان' مال' اولاد' عزت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے توہین رسالتﷺ کو بہت بڑی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

5...... اسلام میں ڈاکہ' قتل' زنا کی سزا قتل ہے۔ تمام اقوام ڈاکو' قاتل' زانی کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں۔ اسی طرح اسلام میں توہین رسالتﷺ موجب قتل جرم ہے۔ لہذا اس کو بھی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ: توہین رسالت دہشت گردی ہے اور حالیہ احتجاجات کو تمام مسلمانوں کے سکون میں پریشانی' بے قراری کے پیدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان سربراہوں سے درخواست

1 ...... اپنے تمام ملکوں میں عدالتوں کے ذریعے قانون پاس کروائیں کہ توہین کرنے والا دہشت گرد ہے اور تمام مسلمان عدالتیں اس توہین کو دہشت گردی قرار دیں۔ نیز اقوام متحدہ سے بھی توہین انبیائے کرام علیہم السلام کو دہشت گردی قرار دلایا جائے۔

2 ...... تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ توہین کرنے والا ہمارے قانون کے لحاظ سے دہشت گرد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ لہذا مجرم کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

3 ...... جب تک یورپی ممالک ان دہشت گردوں کو مسلم سربراہان کے حوالے نہ کریں۔ اس وقت تک تمام مسلم سربراہ جو امریکہ کے نزدیک دہشت گرد ہیں ان کی حوالگی کا عمل موخر کریں۔

صدر امریکہ کا دورہ حوالگی دہشت گرداں کے لئے تھا۔ صدر مملکت جرأت کر کے کہیں کہ پہلے تم ہمارے دہشت گردوں کو حوالہ کرو۔ ہم تب کریں گے۔

4 ...... مسلم سربراہ اعلان کریں کہ آزادی رائے کہہ کر توہین رسالت ﷺ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

- ...... کیا آزادی رائے میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اجازت دی جاسکتی ہے؟
- ...... کیا آزادی رائے کہہ کر بین الاقوامی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے؟
- ...... کیا آزادی رائے کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اجازت دی جاسکتی ہے؟
- ...... کیا آزادی رائے کہہ کر صدر مملکت کو گالیاں دی جاسکتی ہیں؟

علی ھذا!! ایسے کتنے امور ہیں جن میں آزادی رائے کے باوجود ارتکاب کو ممنوع قرار دیا گیا۔ اسی طرح آزادی رائے کا سہارا لے کر حضور ﷺ کے توہین آمیز خاکہ جات شائع کر کے اس دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

خدارا مسلم سربراہ ناموس رسالت ﷺ کا سودا نہ کریں

آج کل معلوم ہوا ہے کہ سربراہ حضرات ناموس رسالت ﷺ کی تحریک کو روکنے کے لئے مندرجہ ذیل امور بیان کرتے ہیں کہ:

1 ...... تجارت میں خسارہ ہوگا۔

2 ...... ضروریات زندگی تنگ ہو جائیں گی۔

3 ...... دوائیوں کے بائیکاٹ سے مریض سسک سسک کر مرجائیں گے۔

4 ...... غیر ملکی کمپنیاں جو ہمارے ملک میں کاروبار کی دلچسپی رکھتی ہیں وہ کاروبار چھوڑ دیں گی تو ملک کی ترقی رک جائے گی۔ علی ھذا!! اور بھی امور ان لوگوں کو تحریک سے روکنے کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ 6 پر

اسلام مخالف مہم اور مغربی ذرائع ابلاغ!

پریس انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان کے زیراہتمام وزیراعلیٰ پنجاب کے معاون خصوصی سید مواحد حسین شاہ کا لیکچر

ایک قانون دان کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ موضوع پر گفتگو کا آغاز یہاں سے کرنا ہوگا کہ جارحیت کا آغاز کس نے کیا؟۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک کے میڈیا میں توہین رسالتﷺ پر مبنی خاکوں کی اشاعت کا واقعہ کسی غلطی کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیونکہ تیس سال پہلے مغربی دانشوروں اور مورخین نے تاریخ انسانی میں سب سے محترم شخصیت کے حوالے سے ایک تحقیق کا اہتمام کیا تھا۔ اس تحقیق کا نچوڑ مائیکل ہارٹ کی کتاب ’’دی ہنڈرڈ‘‘ کی صورت میں سامنے آیا۔ جس میں تمام محققین کا اس بات پر اتفاق پایا گیا کہ حضرت محمدﷺ عالم انسانیت کی ’’نمبرون‘‘ اور سب سے زیادہ محترم شخصیت ہیں۔ یہ بات آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی کہ حضورﷺ کو دنیا کی سب سے زیادہ اہم شخصیت قرار دینے والے محققین میں کوئی بھی مسلمان نہیں تھا۔ اس لئے آخری پیغمبرﷺ کی قدرومنزلت کے حوالے سے مغربی دنیا کی لاعلمی کے بارے میں پیش کیا جانے والا دفاع غلط ثابت ہوجاتا ہے۔

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی مذموم مہم کا آغاز ڈنمارک کے اخبار Jyllande Posten کے ایڈیٹر ڈینس روز کی طرف سے توہین رسالتﷺ پر مبنی خاکوں کے ایک مقابلے کے اعلان کے بعد ہوا۔ مقابلے میں ڈنمارک کے چالیس کارٹون بنانے والوں نے شرکت کی۔ جن میں سے بارہ کارٹونز کو اخبار نے 30 ستمبر 2005ء کو شامل اشاعت کیا۔ بدنیتی پر مبنی جان بوجھ کر کی گئی یہ کارروائی پیغمبر اسلامﷺ کی شخصیت کے بارے میں استہزاء پیدا کرنے کے لئے کی گئی۔ جس کا مقصد درحقیقت مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا تھا۔ اس کا مقصد آزادی اظہار کا دفاع ہرگز نہیں تھا۔ کیونکہ ڈنمارک میں اظہار آزادی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا۔ یہ کام بالخصوص ڈنمارک اور بالعموم دنیا بھر کے مسلمانوں کی بے توقیری کے لئے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا۔

ڈینش اخبار کے اس شرمناک فعل کے خلاف احتجاج کے لئے 30 اکتوبر کو ڈنمارک میں تعینات گیارہ اسلامی ممالک کے سفیروں نے ڈنمارک کے وزیراعظم راس موسن سے ملاقات کا وقت مانگا۔ مگر انہوں نے ملنے سے انکار کردیا۔ یہ انکار سفارتی تعلقات سے متعلق ویانا کنونشن کی صریح خلاف ورزی تھا۔ سفارت کاری کے حوالے سے ماضی میں کوئی ایسی مثال دیکھنے کو نہیں ملتی کہ میزبان ملک کے سربراہ نے اپنے ہاں تعینات دوسرے ممالک کے سفراء کی طرف سے ملاقات کی درخواست کو اس طرح مسترد کردیا ہو۔ اس انکار کے بعد ہونے والی پیش رفت سے یہ بات روز

روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ توہین رسالت ﷺ پر مبنی کارٹون باقاعدہ ایک مربوط ٹیم ورک کے تحت دنیا کے چھ ممالک اٹلی، فرانس، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ اور سپین میں یکم فروری کو بیک وقت شائع کرائے گئے۔ یہ اقدام کرکے دراصل ان یورپی ممالک نے اپنی فرعونیت کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو پیغام دیا کہ ہم نے ایک باہمی رابطے کے تحت یہ کام کیا ہے۔ آپ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟۔

اسلام اور شعائر اسلام کے بارے میں مغربی پریس میں بنیاد پرست، دہشت گرد، انتہا پسند اور اسلامی بم جیسی اصطلاحات کا آغاز دراصل آج سے پچیس برس پہلے ایرانی انقلاب کے بعد ہوا۔ یہ تمام اصطلاحات ''کوڈ لینگوئج'' کے ضمن میں آتی ہیں۔ تاریخی تناظر میں بنیاد پرستی کا پہلا شاہکار 1948ء میں مشرق وسطیٰ میں فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے قیام کی صورت میں سامنے آیا۔ اسرائیل کے قیام کو انجیل کے غلط حوالے دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ عیسائیوں کی کتاب مقدس میں بیان ہے کہ 2000ء سال پہلے فلسطین کی سرزمین پر یہودیوں کا قبضہ تھا۔ اس لئے آج انجیل مقدس میں بیان کردہ حقیقت کو درست ثابت کرنے کے لئے فلسطین کی سرزمین پر اسرائیلی ریاست قائم کی گئی ہے۔ مغربی دنیا میں خود کو سیکولر کہلوانے والے انجیل مقدس کے اس حوالے میں قطعاً یقین نہیں رکھتے اور اسرائیل کے قیام کے حوالے سے ایک من گھڑت دلیل سمجھ کر اسے درست ماننے کو تیار نہیں۔

اسی تناظر میں اگر ہندوستان کے اندر بھارتی جنتا پارٹی کی حکومت کے قیام کا جائزہ لیا جائے تو حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ دسمبر 1992ء میں بابری مسجد کو شہید کرکے اس کی خاک سے اٹل بہاری واجپائی کی حکومت کا خمیر اٹھایا گیا اور یہ بھی جنوب مشرقی ایشیا میں مذہبی بنیاد پرستی کی ایک واضح مثال ہے۔ مگر اس تمام تر کھلی حقیقت کے باوجود مغربی دنیا بھارت کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا خطاب دینے میں ذرا تامل نہیں کرتی۔ بھارت کے اندر مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں سے مغرب اگر اپنے تعصب کی وجہ سے آنکھیں بند کرلے تو وہاں پر دوسری طرف ہندوں برہمنوں کی جانب سے اپنے ہم مذہب سولہ کروڑ اچھوتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جارہا ہے۔ اس کا پردہ جون 2003ء کے National Geographic کی ایک کور سٹوری میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ چاک کیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات دلچسپی کا باعث ہے کہ بھارتی دستور کے خالق ڈاکٹر امبیڈکر ایک اچھوت ہندو تھے۔ وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کے مظالم سے ہاتھوں اس قدر تنگ آئے کہ انہوں نے مرنے سے پہلے اپنا مذہب اچھوت ہندو سے بدھ مت میں تبدیل کرلیا۔ کیونکہ وہ اچھوت ہندو کے طور پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ بھارت کو بھی کسی نے ''ہندو بنیاد پرست ریاست'' کہہ کر اس کا ناطقہ بند نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس اسے دنیا کی بڑی جمہوریت کے طور پر درجہ دیا جاتا رہا ہے۔ مغرب سے مرعوب ہماری اشرافیہ نے دہشت گردی کے اس پروپیگنڈے کا کبھی توڑ کرنے کی کوشش نہیں

کی۔ بلکہ انہیں گھسے پٹے الزامات اور اصطلاحات کو دہرا کر خود کو مغرب کے لئے قابل قبول بنانے کی سعی لاحاصل شدومد سے جاری رکھی۔ دہشت گردی کی تاریخ کے ایک طائرانہ جائزے کے دوران مجھے چند دلچسپ حقائق معلوم ہوئے۔ جنہیں میں آپ سے شیئر کرنا چاہوں گا۔ تاکہ ہمیں مسلمانوں پر دہشت گردی اور انتہاپسندی کا الزام لگانے والوں کا اصل چہرہ نظر آ سکے۔

آپ کے لئے یہ امر کسی انکشاف سے کم نہیں ہوگا کہ اسرائیلی وزیراعظم مناحیم بیگن RGUN نامی دہشت گرد گروپ کے سرکردہ رکن تھے۔ انہوں نے 1948ء میں مشہور زمانہ کنگ ڈیوڈ ہوٹل کو بم سے اڑایا۔ جس میں متعدد برطانوی سول و فوجیوں کے ساتھ بے گناہ عرب بھی ہلاک ہوگئے۔ مناحیم بیگن پچیس سال پہلے جب برطانیہ کے دورے پر گئے تو اس وقت بھی ان کا نام برطانیہ کی M15 اور M16 نامی خفیہ اداروں کی مطلوب افراد کی فہرست میں شامل تھا۔ ایک اور اسرائیلی سیاست دان اضحاک رابین بھی STERN نامی دہشت گرد گروپ کے سربراہ رہ چکے ہیں۔ جو بعدازاں اسرائیل کی وزارت عظمٰی کے منصب پر فائز ہوئے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے ایک مصالحت کار جارج کاؤنٹ برناڈات کو قتل کر دیا تھا۔ مسٹر اضحاک بھی ایک مسلمہ دہشت گرد تھے۔

اسرائیل کے بستر مرگ پر موجود حالیہ وزیراعظم شیرون کو جو دنیا بھر میں ''بیروت کے قصاب'' کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں کو خود ایک اسرائیلی جوڈیشنل کمیشن 1972ء میں صابرہ اور شتیلا میں فلسطینی پناہ گزینوں کے کیمپوں کے اندر اپنی براہ راست نگرانی میں ہزاروں افراد کے قتل عام اور سینکڑوں خواتین کی عصمت دری کے الزام میں ''جنگی مجرم'' قرار دے چکا ہے۔ شیرون اس وقت اسرائیلی فوج کے سربراہ تھے اور لبنان کے اس علاقے کی کمان کر رہے تھے جہاں عیسائی ملیشیا نے اسرائیلی فوج کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ بی بی سی کے پروگرام PANORAMA میں صابرہ اور شتیلا کے اندر ہونے والے کیمپوں کے اندر ہونے والے قتل عام کے ناقابل تردید دستاویزی ثبوت فراہم کئے گئے۔ اسی طرح EXODUS نامی انگریزی فلم میں اضحاک رابین کو ایک گوریلا کمانڈر کے طور پر دس منٹ پر محیط ایک مباحثے میں دہشت گردی کی تعریف میں رطب اللسان دکھایا گیا ہے۔

یاد رہے کہ اضحاک رابین بعد ازاں اسرائیل کے وزیراعظم کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں۔ فلم EXODUS اضحاک رابین کا کردار مشہور اداکار پال نیومن نے ادا کیا۔ میرے زمانہ طالب علمی کے ایک امریکی وکیل دوست جو امریکی وزارت خارجہ میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے نے مجھے اٹھارہویں صدی کے کچھ ایسے کاغذات دکھائے کہ جن سے بات ثابت ہوتی تھی کہ برطانوی استعمار پہلے امریکی صدر جارج واشنگٹن کو دہشت گرد اور مجرم سمجھتا تھا۔ کیونکہ سابق امریکی صدر جارج واشنگٹن ایک گوریلا جنگجو تھے۔ انہوں نے برطانوی فوج کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا۔ اگر جارج واشنگٹن کبھی برطانوی حکام کے ہتھے چڑھ جاتے تو انہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔

اسی طرح جب نیوکلیئر صلاحیت کی بات آتی ہے تو اس میں بھی ہمیں دو طرح سے تقسیم دیکھنے میں آتی ہے۔ اچھی نیوکلیئر یا بری نیوکلیئر قوت۔ یہاں قاعدے اور اصول کی سیاست ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ صرف طاقت ہی فیصلہ کن معیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کو ایٹمی ہتھیاروں کے اس ذکر میں اسرائیل اور بھارت کے نیوکلیئر ذخائر کی بابت کوئی اشارہ نظر نہیں آئے گا۔ صرف پاکستان، ایران اور دوسرے مسلمان ممالک کی نیوکلیئر صلاحیت ہی ہمیشہ استعماری طاقتوں کا تختہ مشق بنتی ہے۔

اسی طرح جب آزادی اظہار رائے کی بات آتی ہے تو ہمیں ایک بار پھر مغرب اور یورپ کا ایک دوہرا معیار دیکھنے کو ملتا ہے۔ دنیا کے تین ممالک جرمنی‘ فرانس‘ اور آسٹریا میں بات سے انکار ایک جرم ہے کہ: ’’ہٹلر نے یہودیوں کا قتل عام کیا۔‘‘

اس موضوع پر گفتگو چاہے وہ علمی حوالوں سے کی جائے۔ ان ممالک میں قید وبند کی صعوبت کا باعث بن سکتی ہے۔ حال ہی میں برطانیہ کے ایک مشہور مورخ ڈیوڈ ارونگ کو صرف اس بات کے لئے تین سال کی قید سنائی کی انہوں نے ہٹلر کے مبینہ قتل عام کا شکار ہونے والے یہودیوں کی تعداد چھ ملین کی بجائے تین ملین بیان کر دی تھی۔

مغرب میں بنیادی انسانی حقوق کی قدر و منزلت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں پر اونچی آواز میں موسیقی سننا بھی قابل دست اندازی جرم ہے۔ کیونکہ اس سے پڑوسیوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اظہار رائے کی آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو کسی دوسرے کی توہین اور مذاق اڑانے کا لائسنس مل گیا ہے۔ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب افراد یا ممالک میں اظہار آزادی کے حق کو کسی طرح کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔ مگر انہوں نے دنیا کی مقدس ترین شخصیت کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کر کے انسانیت اور شائستگی کے معیار کو قدموں تلے روند ڈالا ہے۔ جس پر وہ کسی معافی کے مستحق نہیں۔ کسی مفکر کا قول ہے کہ: ’’جب آپ کسی کے خلاف انگشت نمائی کرتے ہیں تو آپ کی ایک انگلی اس فرد کی جانب ہوتی ہے۔ جبکہ تین خود آپ کی طرف ہوتی ہیں‘‘ جو بنیادی طور پر ہمیں اس امر کی دعوت دیتی ہیں کہ ہم کسی میں عیب تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ خود احتسابی سے گزریں۔

اسلام کے خلاف مغرب اور یورپ کی ہرزہ سرائی میڈیا کی دنیا کا ورلڈ کپ ہے۔ مگر افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اس میڈیا ورلڈ کپ میں کارکردگی دکھانے کے لئے اپنے وسائل کو مجتمع نہیں کیا۔ اور کوئی عالمی سطح کی ٹیم تیار نہیں کی۔ ہم نے بین الاقوامی سطح کے دانشوروں‘ مفکرین اور صحافیوں کی کوئی ایسی ٹیم نہیں بنائی کہ جو اس میدان میں اپنے جوہر دکھا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کمزوری نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔

آج کل اسرائیل کی حمایت میں پیش پیش یورپی کلچر اور کمیونٹی کے ماضی پر نظر دوڑائیں تو آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے کہ یہی یورپی اقوام یہودیوں کے بیسویں صدی کے اندر ہونے والے بڑے بڑے

قتل عام منصوبوں میں پیش پیش تھیں۔ دراصل مسلمانوں کے ہاں کوئی ایک فورم نہیں کہ جس کے ذریعے مغربی اور یورپی ممالک کے دوہرے معیار پر سیر حاصل بحث کے لئے کوئی مدلل گفتگو کی جاتی اور خود ان معاشروں کی تضاد بیانی کو سامنے لایا جاتا۔

میں امریکہ میں اپنے زمانہ طالب علمی میں Anti Arab Discrimination کا بانی رکن رہا ہوں۔ اس کمیٹی کو عرب نژاد امریکی سینیٹر جب ابورس نے قائم کیا تھا۔ اسرائیل کے حوالے سے امریکی سیاست کے سرخیل جمہوریت کا راگ الاپتے نہیں تھکتے۔ مگر میں نے آج تک 535 ممبران پر مشتمل امریکی پارلیمنٹ کے کسی کانگریس مین کو اسرائیل کی کہہ مکرنیوں کے خلاف لب کشائی کرتے نہیں دیکھا۔ مغربی دنیا کی ایک دلچسپ تضاد بیانی سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ میرے امریکہ میں زمانہ طالب علمی کے دوران 1974ء میں یاسر عرفات کو ایک بار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے لئے نیویارک آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ چند ہم خیال دوستوں کے مشورے سے طے پایا کہ ہم یاسر عرفات کے استقبال کے لئے نیویارک میں جنرل اسمبلی کی عمارت کے سامنے جمع ہوں گے۔ ہم سینکڑوں نوجوان طلبہ وطالبات سخت سردی کے عالم میں نیویارک میں علی الصبح جب یاسر صاحب کو خوش آمدید کہنے اسمبلی عمارت کے سامنے آئے تو امریکی تاریخ میں سب سے بڑی پولیس Deployment نے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں بتایا کہ صیہونیوں کی ایک بڑی تعداد اس ارادے سے یہاں جمع ہے کہ اگر یاسر عرفات یا ان کی تنظیم آزادی فلسطین کی حمایت میں کوئی مظاہرہ کرنے آیا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔

یادرہے کہ اقوام متحدہ کے اس وقت کے سیکرٹری جنرل کرٹ والڈ ہائیم نے یاسر عرفات کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کی دعوت دی تھی جس سے صیہونی مفادات پر ضرب لگنے کا اندیشہ تھا۔ کرٹ والڈ ہائیم کے بارے میں اس وقت اچانک یہ انکشاف ہوا کہ انہوں نے جرمن فوج میں خدمات سرانجام دی تھیں اور اس طرح وہ دوسری عالمی جنگ کے موقع پر یہودیوں کے قتل عام میں عملاً شریک رہے۔ اس جرم کی پاداش میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جو دنیا کی سب سے زیادہ معتبر پوسٹ خیال کی جاتی ہے پر فائز کرٹ والڈ ہائیم کو جنگی مجرم قرار دے کر ان کا داخلہ امریکہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا۔

ہم نے فکری محاذ پر امریکہ اور دوسرے یورپی/مغربی ممالک میں کوئی قابل قدر کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ لوگ معاشرے میں قدر ومنزلت کے لئے روپے پیسے کو زیادہ اہمیت دیتے رہے ہیں اور دنیاوی جلال کے ذریعے نظروں کو خیرہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ہمارے لوگوں نے سستی شہرت کے طریقے اپناتے ہوئے امریکی صدر کو فنڈ دینے کے بعد فوٹو سیشن کرائے اور پھر ملک آمد پر ان البموں کو اپنے پروموشن کے لئے استعمال کیا۔ شہرت کے ایسے حربے استعمال کرتے وقت ہم یہ بھول گئے کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو ان ممالک میں خطرے کی گھنٹی محسوس کیا

جانے لگے گا۔ جیسا کہ اب کیا جارہا ہے۔ توہین رسالت ﷺ جیسے اوچھے ہتھکنڈے اپنانا دراصل مسلمانوں کو ان معاشروں میں ''نکو'' بنانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔ مسلم دنیا کی اسٹیبلشمنٹ کی قیادت اس چیلنج کا مقابلہ کرنے میں بری طرح ناکام نظر آتی ہے۔

یہاں پر اعتدال پسند اور انتہا پسند مسلمان کی تفریق میں الجھے بغیر توہین رسالت ﷺ کے معاملے پر ایک متفق اور متحد موقف اختیار کیا جانا چاہئے تھا۔ مگر جو بدقسمتی سے نہیں ہوسکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ توہین آمیز خاکے شائع کرنے پر ڈنمارک سے فوری طور پر سفارتی تعلقات ختم لینے چاہئیں تھے۔ یہ کام جلد یا بدیر ہوکر رہے گا۔ کیونکہ اس سے بڑھتے ہوئے عالمی طوفان کے آگے بند اسی طرح باندھا جاسکتا ہے۔ بزرگ سیاسی رہنما مرحوم ولی خان نے بڑی دلچسپ بات کہی کہ: ''عقلمند اور بیوقوف دونوں ایک ہی کام کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کی ٹائمنگ مختلف ہوتی ہے۔'' ہمیں ایک نہ ایک سفارتی اور تجارتی تعلقات کے خاتمے کی راہ پر چلنا ہوگا۔

ہمیں اپنے حالات میں بہتری لانے کے لئے ان قوموں سے سبق سیکھنا ہوگا جو کسی نہ کسی طرح دوسروں کے زیر تسلط زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ مگر اس غلامی میں ان کا جذبہ جوان ہے اور وہ اپنی پرجوش زندگی سے ہر وقت غاصب گروہوں کے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں۔ میری مراد چیچنیا کے مظلوم عوام ہیں۔ بالخصوص میں یہاں بہادر چیچن خواتین کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہوں گا جنہوں نے Black Widow نامی تنظیم کے پلیٹ فارم سے دلیرانہ کارروائیاں کرکے روسی فوجیوں کا مورال تباہ کردیا ہے۔ اج روسی فوجی اپنے ٹینکوں میں بیٹھے اگر سیاہ لباس میں کسی خاتون کو دور سے آتا دیکھ لیں تو وہ ٹینک سمیت محاذ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اس طرح کشمیر اور فلسطین کے اندر باحجاب خواتین نے جرات و بہادری کی وہ داستانیں رقم کی ہیں کہ جنہیں سن کر قرون اولیٰ کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ عراق، فلسطین، کشمیر اور چیچنیا سمیت دیگر علاقے تو جارح اور غاصب اقوام نے قبضے میں لے لئے ہیں۔ مگر وہ عوام کے دلوں کو فتح نہیں کرسکے۔ میں ایسی دلیر اور بہادر نئی نسل کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی قربانیوں کے باعث عوام کے جذبے جواں ہیں اور وہ شکست کے کرب سے دوچار نہیں ہوئے۔ ناامیدی نوجوان نسل کے لئے سب سے بڑا زہر قاتل ہے۔ اس لئے آج ہمیں تخلیقی سرگرمیوں کی وہ ہمہ نظری نہیں آتی اور نوجوان نسل کا رجحان تخریبی سرگرمیوں کی طرف زیادہ ہوتا جارہا ہے۔

میں پریس انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان کے اس موقر پلیٹ فارم سے یہ تجویز پیش کرتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس کررہا ہوں کہ آج کے دور میں پرنٹ میڈیا کی اہمیت اپنی جگہ مسلم مگر انسانی نفسیات و جبلت کو سب سے زیادہ جلد فلم میڈیا اپیل کرتا ہے۔ اس لئے ہالی وڈ کے زیر اہتمام اسلام اور مسلمانوں سے متعلق بننے والی فلمز کے ریویو کے لئے ''حمید نظامی موومی میڈیا سوسائٹی'' قائم کی جائے۔ مرحوم حمید نظامی فلم میڈیا کے بہت بڑے شوقین اور نقاد تھے۔ یہ

سوسائٹی فلموں کے ذریعے رائے عامہ کی تشکیل کے حوالے سے اسلام کے موضوع پر بننے والی فلموں کا جائزہ لے گی اور پھر اس کے منفی اثرات کے تدارک کے لئے اپنی سفارشات بھی دے گی۔ تاکہ فلم میڈیا کے ذریعے پیش کئے گئے چیلنجوں کا جواب دیا جاسکے۔

جناب سید مواحد حسین شاہ کے فکر انگیز لیکچر کے بعد سوال و جواب کی نشست میں حاضرین فورم نے گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

ایک سوال کہ:...... ''ڈنمارک میں قانون کے تحت کسی دوسرے مذہب کی بے توقیری ایک جرم ہے۔ میڈیا میں اس موضوع پر ہونے والی بحث میں اس پہلو کا ذکر دیکھنے میں نہیں آتا ہے۔ آپ اس پر کچھ روشنی ڈالنا پسند کریں گے۔''

سوال کا جواب دیتے ہوئے مواحد حسین نے کہا کہ:...... ''قانون دراصل کسی ملک کا خدمت گار ہوتا ہے۔ ڈنمارک میں مسلمان نمائندوں نے توہین رسالت ﷺ پر مبنی کارٹونز کی اشاعت کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے مروجہ قوانین کے تحت کارروائی کی کوشش کی۔ مگر جس ملک کا وزیراعظم اس اہم مسئلے پر مسلم دنیا کے سفیروں کو ملاقات کا وقت دینے سے انکار کردے۔ وہاں قانون پر عملداری کی امید خارج از امکان ہے۔ ڈنمارک میں ابھی مساجد قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ وہاں پر مسلمانوں کا قبرستان تک نہیں۔ ڈنمارک کے موجودہ وزیراعظم راس موسن ایک نسل پرست انسان ہیں اور ان کی اتحادی جماعت سخت گیر موقف کی حامل دائیں بازو سے تعلق رکھنے والی ایک جماعت ہے جو کہ پانچ ملین آبادی والے ملک میں نصف سے زائد تارکین وطن کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتی ہے اور اسی لئے انہیں ملک بدر کرنے کے مختلف حیلے بہانے تلاش کئے جارہے ہیں۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

(بشکریہ نوائے وقت ملتان 16 مارچ 2006ء)

(بقیہ: بندشِ ریانیں)

سات پیالی پانی ڈال کر رات بھر رہنے دیں۔ صبح آگ پر پکائیں۔ جب چار پیالی رہ جائے تو اتار لیں اور ایک پیالی پی لیں اور پھر اتنا پانی ڈال دیں کہ سات پیالی ہوجائے۔ شام کو اسے پھر پکائیں۔ جب چار پیالی رہ جائے تو ایک پیالی پی لیں۔ ایک دو روز ایسا کرنے سے دمہ کیرا اور نزلہ ختم ہوجائے گا۔

نسخہ برائے دفعہ چنبل

ا...... لال کمیلہ ایک چھٹانک۔ ۲...... مردار سنگ ایک چھٹانک۔ ان دونوں کا سفوف بنا کر اس میں مکھن ملائیں۔ چنبل والی جگہ پر لگائیں۔ چند روز کے استعمال سے چنبل کافور ہوجائے گی۔

اللہ رب العزت سب کو صحت و سلامتی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

جتوئی کاافسوس ناک واقعہ!

جناب جبار مفتی

> مورخہ 13 مارچ 2006ء کو پرمٹ تحصیل جتوئی میں ایک ٹھیکیدار نے خدا تعالی ورسول اللہ ﷺ کے خلاف دیدہ دہنی کی۔ اس واقعہ پر ایک رپورٹ پیش خدمت ہے۔......ادارہ!

یورپی اخبارات وجرائد نے شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کر کے عالم اسلام کے کونے کونے میں جس طرح جذبہ عشق رسول ﷺ بیدار کیا ہے۔ اس کے مظاہر یوں تو گزشتہ ایک ماہ سے دنیا بھر میں عموماً اور مسلم ملکوں میں خصوصاً احتجاجی جلسے جلوس اور ہڑتالوں کی صورت میں دیکھے جارہے ہیں۔ مگر گزشتہ سوموار کو جنوبی پنجاب کی تحصیل جتوئی میں جوواقعہ پیش آیا وہ عامۃ المسلمین میں ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے حساسیت کا آئینہ دار ہے۔

ہوایوں کہ ایک ٹرالر ڈرائیور محمد اکرم ٹرالر لے کر جتوئی سے نواحی قصبے پرمٹ کی طرف جارہا تھا۔ وہ ٹال ٹیکس ادا کرنے کے لئے ٹھیکیدار کے کیبن پر نہ رکا جس پر ٹھیکیدار عبدالستار گوپانگ نے اپنے اہلکاروں کے ہمراہ اس کا تعاقب کیا۔ اسے روک کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس نے خدارسول کا واسطہ دیا۔ تو ٹھیکیدار نے اسے گالیاں دیتے ہوئے نازیبا اور کفریہ کلمات کہہ ڈالے۔ وہیں مدرسہ ختم نبوت بھی ہے۔ جس کے مہتمم اور طلبہ شور سن کر باہر آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ٹھیکیدار کے منہ سے مغلظات سنیں تو جھٹ مدرسہ کا لاؤڈ سپیکر آن کر کے گستاخ کی جسارت سے عوام کو آگاہ کردیا جس پر مشتعل عوام کا ہجوم جمع ہوگیا۔ انہوں نے نہ صرف زخمی ڈرائیور کو ٹھیکیدار کے چنگل سے چھڑایا بلکہ ٹال ٹیکس کیبن کو نذر آتش کردیا۔ دھرنا دے کر سڑک بند کردی۔ صورت حال دیکھ کر عبدالستار گوپانگ بھاگ گیا۔ سڑک بند ہونے کی خبر پاکر پولیس حکام موقع پر پہنچے اور مشتعل عوام کو یقین دلایا کہ ملزم کو قرار واقعی سزادی جائے گی۔ بعد میں پولیس نے ملزم کو گرفتار بھی کرلیا جس پر مشتعل عوام نے سڑک واگذار کردی اور اگلے دن مکمل ہڑتال کا اعلان کردیا۔ اس طرح سڑک پر ٹریفک بحال ہوگئی۔ اس وقت تک گاڑیوں کی میلوں لمبی قطاریں لگ چکی تھیں۔

اگلے روز منگل کو پرمٹ، جتوئی اور اردگرد کے قصبات میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ ایسی ہڑتال کہ جس کی ماضی میں مثال ملنا مشکل ہے۔ جتوئی اور نواحی علاقوں سے ہزاروں شہریوں نے گیارہ کلومیٹر لمبا جلوس نکالا۔ سارا دن پورے علاقے میں ٹریفک معطل رہی۔ پچیس کلومیٹر تک گاڑیوں کی قطاریں لگی رہیں۔ لوگ سڑکوں پر نعرے مارتے اور ٹائر جلاتے رہے۔ جن علاقوں میں مکمل پہیہ جام ہڑتال رہی ان میں جتوئی، جھگی والا، سبائے والا، ڈینے والا، جہاں پور،

پھلن شریف' چوک پرمٹ' ٹڈوالا' حمزے والی' نوروواہ اور جھلاریں شامل تھے۔

تمام قصبات سے جلوس چوک پرمٹ آتے رہے۔ وکلاء نے بھی جتوئی بار ایسوی ایشن کے صدر سرفراز علی زئی کی قیادت میں جلوس نکالا۔ وکلاء نے اعلان کیا کہ ملزم کی وکالت کرنے والے وکیل کا بھی سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ضلع ناظم سردار عبدالقیوم جتوئی' سابق ایم این اے اور مسلم لیگ (ن) کے رہنما سید جمیل بخاری' سابق ایم پی اے رسول بخش جتوئی' مرکزی صدر انجمن تاجران سید منور بخاری' صدر مقامی بار عبدالمجیب خان' سٹی ناظم سید غضنفر مرتضیٰ' جماعت اسلامی کے عبدالعزیز گوپانگ' جے یو آئی کے مولانا مشتاق احمد' پیپلز پارٹی کے میاں فیاض محمود' جمعیت اہل حدیث کے حاجی خالد' جے یو پی کے پروفیسر شفیع خان' صوبائی پارلیمانی سیکرٹری سید قاسم علی شمسی سمیت تمام سیاسی' سماجی اور مذہبی رہنماؤں نے ملزم کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ پولیس نے عوامی تیور دیکھتے ہوئے ملزم کے خلاف ٹرالر ڈرائیور کو زخمی کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرلیا۔

پولیس حکام نے عوام کو یقین دلایا کہ وہ مسلمان ہونے کے ناطے اپنا فرض پورا کریں گے۔ جتوئی شہر میں فاروقیہ مسجد میں شروع ہونے والے جلوس کی قیادت تمام مکاتب فکر کے علماء نے مشترکہ طور پر کی۔ جلوس کے شروع میں بعض شرکاء نے ٹھیکیدار کے ٹھکانے کو بھی آگ لگادی اور عمارت گرادی۔ جس پر قائدین نے شرکاء کو پرامن رہنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد جلوس چوک پرمٹ پہنچا جہاں احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ سارا دن پورے علاقے کی تمام سڑکوں پر مشتعل مظاہرین کا راج رہا۔ وہ شاتم رسول کو سرعام پھانسی دینے کا مطالبہ کرتے رہے۔

مرکزی جلوس کا رنگ ڈھنگ خالصتاً مذہبی رہا۔ کسی سیاسی جماعت کو اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ نہ پارٹیوں کے پرچم لہرائے گئے نہ کسی لیڈر کے نام کا کوئی بینر نظر آیا۔ مشتعل مظاہرین نے بھی سوائے گستاخی کے مرتکب ملزم کی عمارت کو نقصان پہنچانے کے عوامی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اس موقع پر مبصرین کا خیال تھا کہ جس طرح اس پسماندہ تحصیل کے عوام نے متفقہ طور پر اپنے دینی و مذہبی جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح بڑے شہروں میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنما مشترکہ اور متفقہ احتجاج نہیں کرسکتے؟۔

اب تک کارٹونوں کے حوالے سے مختلف بڑے شہروں میں مختلف مکاتب فکر اور مختلف جماعتیں اپنے اپنے بینر تلے احتجاجی ریلیاں نکالنے اور اپنی اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کو ترجیح دیتی آرہی ہیں۔ ناموس رسالت کا تحفظ تو تمام مسلمانوں کا متفقہ مقصد ہے۔ اس کا اظہار بھی پوری یکجہتی سے ہو تو عالم کفر کو عالم اسلام کے جذبات کا صحیح ادراک ہوسکتا ہے۔ پھر وہ آزادی اظہار کے نام پر امت مسلمہ کے جذبات سے کھیلنے سے اجتناب کریں گے۔ ورنہ اپنی ڈفلی اپنا راگ سے ایک امہ کا تصور نہیں ابھرتا۔ جتوئی کے اس افسوسناک واقعہ کا انجام کچھ بھی ہو مگر علاقے کے عوام نے اپنے دینی حساسات کا اظہار بہت زوردار طریقے سے کردیا ہے۔ (بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ملتان)

غازی علم الدین شہیدؒ اور حالیہ خاکے!

جناب جسٹس (ر) سجاد علی شاہ

تاریخ سے کوئی نہیں سیکھتا۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ تاریخ میں جو واقعات قلم بند ہیں۔ ان سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے اور جو غلطیاں ہوچکی ہیں انہیں دہرانے سے گریز کیا جاسکتا ہے۔ لیکن عام رواج ہے کہ ایسا نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ قبل اخباروں میں یہ خبر آئی تھی کہ امریکہ کی سرکاری جیل گوانتانا موبے میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا جارہا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ جریدے میں ایک کتا بنایا گیا تھا۔ جس پر پاکستان لکھا گیا تھا اور اسے شاباش دی جارہی تھی کہ عالمی دہشت گردی کے خلاف امریکہ کا بھرپور ساتھ دے رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ ہلکا پھلکا احتجاج ہوا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں زہر کا گھونٹ پینا پڑا۔ اسی موضوع پر سوچتے مجھے ایک بہت پرانا واقعہ یاد آ گیا۔

میوہ شاہ قبرستان میں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک مزار دیکھا جو غازی عبدالقیومؒ خان کا تھا۔ اور انہیں 19 مارچ 1935ء بوقت صبح پھانسی کی سزا سے شہید کیا گیا تھا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے ایک غیر مسلم کو عدالت میں کیس چلنے کے دوران سب کے سامنے چاقو سے وار کر کے قتل کر دیا اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ ان کے لئے بیرسٹر اسلم پیش ہوئے جو بعد میں ایئر فورس سروس میں شامل ہوگئے۔ ہم نے یہ باتیں سنی ہوئی تھیں۔ عبدالقیومؒ نے اقبال جرم کرلیا اور بضد رہے۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کی زندگی بچ سکتی ہے۔ اگر وہ موقف اختیار کریں کہ وہ ارادہ کر کے مارنے کا نہ آئے تھے۔ لیکن عدالت میں کیس کی کاروائی کے دوران انہیں جوش آ گیا اور وہ قابو سے باہر ہوگئے اور عالم بے خودی میں انہوں نے قتل کر دیا۔

میں اس کیس کے بارے میں ہمیشہ معلومات جمع کرتا رہا۔ اور دوران وکالت میری بیرسٹر اسلم سے ملاقات ہوئی اور ہم دونوں قتل کے کیس میں ساتھ رہے۔ میں نے غازی عبدالقیومؒ کیس کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ قیوم نے جھوٹ بولنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ وہ ارادے کے ساتھ یہ کام سرانجام دینے آئے تھے اور اپنے نبی اکرم ﷺ پر قربان ہونا چاہتے تھے اور جھوٹ کے سہارے اپنی جان نہیں بچانا چاہتے تھے۔ ان کو سزائے موت ہوئی اور اپیل وغیرہ بھی خارج ہوگئی۔

اس بات کی تصدیق کے لئے میرے پاس دو چشم دیدہ گواہ ہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں اور ابھی بھی 82 سے زیادہ ان کی عمر ہے۔ وقتاً فوقتاً میری ان سے بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام ہے علی محمد کھتری جو سندھ ہائی

کورٹ اور بلوچستان ہائی کورٹ کے رجسٹرار رہے ہیں۔ کھتری صاحب اس وقت شاگرد تھے اور ان کی موجودگی میں عدالت کے اندر قتل ہوا تھا۔ دوسرے صاحب کا نام غلام حسین رند ہے جو لاہوتی بھی کہلاتے ہیں اور ان کے سامنے غازی قیومؒ کا جنازہ لے جانے پر بہت بڑا ہنگامہ ہوا۔ فائرنگ ہوئی اور بہت سے لوگ زخمی اور قتل ہوئے تھے۔ خان بہادر اللہ بخش گبول اس وقت گورنر سندھ کے سیکرٹری تھے۔

مجھے صد افسوس اس بات کا ہے کہ جب میں وکالت کرتا تھا یا ہائی کورٹ کا جج اور چیف جسٹس تھا۔ اس وقت میں نے اس کیس کے ریکارڈ کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیس کا ریکارڈ گم ہو گیا ہے۔ نام کی بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ قبر پر لکھا ہوا ہے کہ: ''احمد غازی عبدالقیوم خان ابن عبداللہ خان'' اور کیس میں پتہ نہیں کیا لکھا ہوا تھا۔ صرف ''احمد'' تھا یا ''قیوم'' تھا یا ''عبدالقیوم'' تھا۔ بہر حال ریکارڈ نہیں ملتا اور ایسا لگتا ہے کہ گم ہو گیا ہے۔ کوشش اب بھی جاری ہے۔ اللہ رب العزت کامیابی دیں۔

میرا آرٹیکل ''حالیہ روشن خیالی اور غازی عبدالقیوم کی شہادت'' کے عنوان سے نوائے وقت کے 14 مئی 2005ء کی اشاعت میں شائع ہو گیا۔ مقصد یہ تھا کہ روشن خیالی کے دائرے میں ہم آزاد خیال بنتے گئے اور ہر تذلیل اور بے عزتی کو فراخدلی سے برداشت کرتے گئے کہ کہیں مغرب ہم سے ناراض نہ ہو جائے اور ڈالر آنے بند نہ ہو جائیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک بزرگ قابل احترام سینئر وکیل عبدالرؤف جو کسی وقت مرحوم خالد اسحاق کی معاونت کرتے تھے میرے گھر پر تشریف لائے اور اس موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ''رنگیلا رسول'' ایک کتاب 1927ء میں لاہور میں لکھی گئی تھی۔ جس کا شائع کرنے والا شخص ایک غیر مسلم راجپال تھا اور راجپال کو panal code u\s153 کے تحت چھ مہینے سزا ہوئی تھی۔ اپیل کے بعد نظر ثانی کی درخواست لاہور ہائی کورٹ میں ہوئی فیصلہ ہوا کہ تنقید رسول خداﷺ پر ہے۔ لیکن یہ مسلمانوں پر حملہ نہیں ہے۔

(A/R 1927 Lah 590) بعد میں علم دین نے جو کہ 20-19 برس کے نوجوان تھے اور لاہور میں محلہ سریان والہ میں رہتے تھے۔ 6 اپریل 1929ء کو راجپال کو چاقو سے وار کر کے قتل کر دیا تھا۔ عینی گواہ بھی تھے اور واردات سے تھوڑا دور گرفتار بھی ہوئے اور آلہ قتل بھی دستیاب ہوا۔ عدالت میں علم دین کے خلاف کیس چلا اور شہادت آئی۔ شہادت مضبوط تھی۔ اس لئے سزائے موت ہوئی۔ دو انگریز جج صاحبان کے سامنے علم دین کا کیس چلا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے علم دین کا دفاع کیا ہے۔ کیس شائع ہو چکا ہے۔ علم دین بنام ایمپر (A/R 1930 Lah 157) قائداعظم نے اس کیس میں بڑی محنت کی اور سزائے موت کو کم کرنے کے لئے بڑے دلائل دیئے کہ علم دین کی عمر بہت کم تھی۔ 19 یا 20 برس کی تھی اور ان کا ذہن پختہ نہیں تھا اور ان کے پیارے نبیﷺ پر غیر شائستہ حملہ ان کے لئے نا قابل برداشت تھا۔ اس لئے وہ بے قابو ہو گئے۔ کیونکہ یہ حملہ سارے مسلمانوں کے خلاف تھا اور ان

وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے علم دین کی جان بچائی جائے اور سزا میں کمی کی جائے۔ عدالت نے سزائے موت کو قائم رکھا اور اس طرح علم دین شہید ہوئے۔ اگر راجپال کی چھ مہینے کی سزا بحال رہتی کہ اس نے مسلمانوں کے جذبات کی توہین کی ہے تو ممکن ہے کہ نوبت قتل تک نہیں پہنچتی۔

میرے خیال میں کتاب رنگیلا رسول ایک غیر مسلم نے 1927ء میں لکھی تھی اور شائع کی تھی۔ راجپال نے لاہور میں اسے شائع کیا تھا اور فروخت بھی کر رہا تھا۔ راجپال کا قتل غازی علم دینؒ کے ہاتھوں ہوا اور ان کو سزائے موت نصیب ہوئی۔ ان کے کیسز کے فیصلے قانونی جریدے میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن کا ذکر اوپر تفصیل سے آیا ہے۔ کتاب کا مصنف کراچی میں تھا اور قانون کے پیشہ سے منسلک تھا اور ان کے اوپر بھی 153-A پینل کوڈ کے تحت مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا کیس چل رہا تھا۔ عدالتی کارروائی کے دوران ان کا قتل غازی عبدالقیومؒ کے ہاتھوں چاقو کے وار سے ہوا۔ غازی قیومؒ کو بھی سزائے موت ہوئی۔ واردات پر انہوں نے گرفتاری پیش کی اور اعتراف جرم بھی کیا۔ عینی گواہ بھی موجود تھے۔ سزائے موت کو کم کرنے کے لئے اور اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹا موقف اختیار کرنا کہ ان کا ارادہ نہ تھا اور اچانک عالم بے خودی میں قابو سے باہر ہو کر انہوں نے قتل کیا غازی قیومؒ نے ٹھکرا دیا اور صاف انکار کیا اور شہادت کا جام نوش کیا اور اپنے نبی ﷺ پر پروانے کی طرح قربان ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو شدید تنقید کا نشانہ بنا کر یہ کہنا کہ یہ تنقید نبی ﷺ پر ہے اور وہ اب حیات نہیں ہیں۔ اس لئے مسلمان اسے اپنے اوپر تنقید نہیں سمجھیں کتنا غلط اور غیر مناسب فیصلہ ہے اور ایسے فیصلے ناانصافی کے مترادف ہیں اور مذہبی جذبات پر جلتی آگ پر تیل ڈالنے کا کام کرتے ہیں۔ اگر صحیح فیصلے ہوں اور انصاف ہو اور قانون کی حکمرانی ہو تو جذبات کو آگ لگانے سے روکا جا سکتا ہے اور نقصان پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

9/11 کو جو امریکہ میں حادثہ پیش آیا وہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے جس میں طیارے عمارتوں سے ٹکرائے۔ بہت بڑا جانی و مالی نقصان ہوا اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مغرب اسلام دشمن بن جائے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف نفرت اور کدورت پھیلائے اور ایک قسم کی صلیبی جنگ کا آغاز کرے۔ مغربی ممالک کے ایئرپورٹس پر مسلمانوں سے جو سلوک کیا جارہا ہے وہ شرمناک ہے۔ ہر مسلمان کو دہشت گرد سمجھا جاتا ہے۔ حکومتی وفود کے ساتھ بھی بدسلوکی کی جاتی ہے۔

تھوڑا عرصہ پہلے وزیراعظم شوکت عزیز سرکاری وفد لے کر امریکہ گئے تھے اور ان کے وفد کے ارکان کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ سب نے دیکھا اور ان کی گردنیں شرم سے جھک گئیں۔ یہ سلوک امریکہ میں ہوتا ہے اس اسلامی ملک کا جو امریکہ کا سب سے نمایاں حمایتی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف عالمی اتحاد میں اور امریکہ پاکستان کے فوجی سربراہ کی تعریف کرتے کرتے تھکتا نہیں۔ وزیراعظم کے سب سے سینئر مشیر جو وفد میں شامل تھے ان کی تلاشی لی اور

پاکستانی ٹی وی چینل پر بھی دکھایا۔ مشیر صاحب نے موقف اختیار کیا کہ تلاشی امریکی قانون کے مطابق ہے اور انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوا اور ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ روشن خیالی کے دائرے کے اندر یہ ساری باتیں اب برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے ڈنمارک کے اخبار میں کارٹون چھاپے گئے جن میں پیغمبر اسلام ﷺ کے خاکے بنائے گئے اور انتہائی قسم کی تضحیک کی گئی۔ اس قسم کی حرکت ناروے' فرانس اور جرمنی نے بھی کی۔ اس بات کو کافی مہینے گزر چکے ہیں۔ لیکن ردعمل سامنے آنے میں کافی تاخیر ہوئی۔ اسلامی ممالک سوچ رہے تھے کہ کیا کرنا چاہئے۔ کس کو سامنے کرنا چاہئے۔ یورپی یونین نے موقف اختیار کیا کہ کارٹون بنانا کوئی خاص چیز نہیں ہے۔ یہ اظہار رائے کا ایک حصہ ہے اور یورپ کے ہر ملک میں اظہار رائے کی مکمل آزادی ہے اور یہ آزادی ایسی ہے جسے مادر پدر آزادی کہہ سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تو کیا ہم اللہ کے کارٹون بنا سکتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اس آزادی کے موضوع پر بعد میں آئیں گے۔ پہلے ہم قانون کی بات کرتے ہیں۔

تقسیم ہند 1947ء میں ہوئی۔ اس سے قبل ہندو مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ متحدہ ہندوستان میں ایک ساتھ رہتے تھے۔ برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی 1600 میں ہندوستان کے کچھ حصوں میں وجود میں آئی اور ہم ان کی رعیت بن گئے۔ پھر 1857ء میں ہندو مسلمان لشکر نے مل کر انگریز لشکر پر حملہ کیا اور جنگ آزادی کا آغاز ہوا۔ 1858ء میں برطانیہ نے ہندوستان پر قبضہ کرلیا اور ہم برٹش کالونی بن گئے۔ برطانیہ نے فوجداری قانون نافذ کیا اور 1860ء میں جس کا نام پینل کوڈ رکھا۔ دفعہ 153 میں حکم دیا کہ کوئی بھی شخص ایسا کام نہیں کرے گا جس سے لوگوں کے جذبات مشتعل ہوں اور امن عامہ میں رخنہ پڑنے کا خدشہ ہو اور ایسی حرکت قابل سزا ہوگی۔ دفعہ 295 مذاہب کے بارے میں ہے۔ کوئی بھی ایسی حرکت نہیں ہوگی جس سے کسی کے مذہب کی توہین یا بے عزتی ہو۔ ایسے جرم کی سزا دو سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہوسکتی ہیں۔ یہ سزا انگریزوں نے خود رکھی ہے اور وہ بھی 1860ء میں۔ اب تو سزا اور بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ اس قانون کا مطلب یہ تھا کہ سب کے مذاہب' عبادت گاہوں اور عقیدوں کا احترام کیا جائے اور کسی کے بھی مذہبی جذبات کو مجروح نہ کیا جائے۔

اب یورپ کے ممالک کیسے کہتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی اتنی وسیع ہے کہ اس پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا جس سے آزادی کی حدود مقرر کی جائے اور اس حد کو پار نہ کیا جائے۔ یہ تو ایسی آزادی ہوئی کہ کوئی بھی آدمی راستے پر کھڑا ہوکر کسی کو بھی چاہے وہ وزیراعظم ہو' ملکہ یا پوپ ہو' غلیظ گالیاں دیدے اور کہے کہ ہمیں اظہار رائے کی مادر پادر آزادی ہے اور قانون اور اس کے پاسدار بے بسی سے دیکھتے رہیں اور کچھ بھی نہ کرسکیں۔ انسان اور جانور میں فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ نے انسان کو عقل دی ہے اور وہ صحیح اور غلط میں تمیز کرسکتا ہے۔ یہ تمیز سب سے پہلے مذہب سکھاتا ہے کہ گناہ کیا ہے اور ثواب کیا ہے۔

ورنہ جنگل کے جانور کو یہ عقل نہیں کہ صحیح کیا اور غلط کیا ہے۔ ان کو صرف ایک فرق معلوم ہے کہ نر کون ہے اور مادہ کون ہے۔ باقی ان کے پاس کوئی رشتے نہیں ہیں۔ نہ ماں نہ باپ ہے۔ نہ بھائی ہے نہ بہن ہے۔ وہاں جنگل کا قانون ہے جو طاقت میں زیادہ ہے اسے سب کچھ ملے گا۔ ہر ملک میں آئین ہوتا ہے اور آئین میں نظام حکومت کا خاکہ ہوتا ہے۔ ادارے ہوتے ہیں اور ان کے دائرہ اختیار ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق ہوتے ہیں اور قانون سازی آئین اور انسانی حقوق کے متصادم نہیں ہوتی۔ ہر آزادی پر جس کا تعلق انسانی حقوق سے ہوتا ہے قانون کی پابندیاں ڈالی جاتی ہیں۔ تاکہ اس کا ناجائز استعمال نہ ہو۔ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کسی کے مذہبی جذبات کی توہین نہ ہو۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس کے مذہب یا اس کے رسول پر تنقید یا تضحیک ہو رہی ہے اور وہ ایسی حرکت نہ کرے جس سے کسی کا کوئی ناقابل تلافی نقصان ہو۔

ہمیں پتہ ہے کہ آج کل مغرب اسلام دشمنی کھل کر کر رہا ہے۔ مغرب اس بات پر فخر کرتا ہے کہ جدید علم حاصل کرو اور اقتصادی اور معاشی خوشحالی حاصل کرو۔ دین کو دنیا کی حکومت سے دور رکھو۔ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس لئے اسلام کا مذاق اڑاؤ اور نیچا دکھاؤ۔ اسلام کی توہین کرو۔ مسلمان جدیدیت اور معاشی خوشحالی کی طلب کی وجہ سے سر نیچا کر کے کھڑے رہیں گے اور کچھ بھی نہیں کریں گے۔ مغرب والے مسلمان ملکوں کو سیکولر ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جدیدیت کے شوق میں مغربی ممالک میں شرافت اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ شادی اور فیملی کنسیپٹ ختم ہو رہا ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں شادی کے بغیر ایک ساتھ رہتے ہیں اور بچے پیدا کر رہے ہیں۔ ہم جنسی کی یلغار ہے۔ مرد مرد سے اور عورت عورت سے شادی کر رہی ہے۔ یہ مغربیت اور جدیدیت کا پھل ہے۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ یا اللہ! اسلام کو کامیابی عطا کر۔ میں یہ مضمون شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں کہ:

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے اور روح کو تڑپا دے

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ملتان 14 مارچ 2006ء)

خوشخبری......لاہور میں ختم نبوت کی مطبوعات ملنے کے پتے

لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی جملہ مطبوعات مناسب نرخوں پر:

۞......ادارہ اسلامیات انارکلی ۞......مکتبہ مدنیہ ۞......مکتبہ علم و عرفان ۞......مکتبہ مدنیہ اردو بازار سے مل سکتی ہیں۔ تمام حضرات رابطہ فرمائیں۔ کتب خریدیں اور ان سے اپنی لائبریریوں کو زینت بخش کر جہاں نفع علمی حاصل کریں وہاں علمی خزانہ کو بھی جمع کر کے کار خیر میں برابر کے حصہ دار بنیں۔ ادارہ

حب رسول ﷺ کا تقاضہ!

حضرت مولانا محمد صابری سرہندی

حب رسول کریم رؤف الرحیم علیہ تحیة والتسلیم بنیاد ہے ایمان اور حب الٰہی کی..........!

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جتنا کسی کو حبیب خدا ﷺ سے پیار ہوگا اتنا وہ شخص اللہ کا پیارا اور محبوب بن جائے گا۔ پھر جو اللہ کا محبوب اور منظور نظر ہو گیا اسے دنیا و آخرت میں کیا غم اور فکر ہو سکتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ: ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم ۰ واللہ غفور رحیم ۰ “ترجمہ:......”(اے میرے محبوب ﷺ اللہ کی محبت کے دعویداروں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تاکہ اللہ تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

صحابہ کرامؓ جنہوں نے محبوب کائنات ﷺ سے براہ راست قرآن سنا' پڑھا' سمجھا اور آپ ﷺ کے مقام مرتبے کو پہچانا۔ حب رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ میں ان کی قربانیوں کے واقعات آپ ﷺ سے الفت و وارفتگی کے بے مثال کرشمے ہیں۔ مال وزر' وطن وگھر' اہل وعیال تو کیا جان تک نچھاور اور قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

مردوں ہی پر کیا منحصر ہے۔ صنف نازک خواتین کی قربانیوں کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم قاصر و بے بس نظر آتی ہے۔ سب سے پہلی شہیدۂ اسلام وحب رسول ﷺ محترمہ سمیہؓ نے تاریخ اسلام میں حوا کی بیٹی کا سر فخر سے اونچا کر دیا۔ اسی طرح احد کے میدان سے مسلمانوں کی شکست کی خبر پا کر جب اہل مدینہ خبر گیری کو نکلے تو ایک انصاری صحابیہؓ کو یکے بعد دیگرے والد' شوہر' بھائی اور بیٹے کی شہادت کی خبر ملتی ہے۔ تو کہتی ہے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ کی خبر دو کہ وہ کیسے ہیں۔ پھر حضور ﷺ کی خبر پا کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتی ہے اور زیارت رسول ﷺ سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ: ”کل مصیبة بعدك جلل ۰ “ترجمہ:......”یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سلامت ہیں تو آپ ﷺ کی زیارت کے بعد ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں محبت کا وہ مقناطیس رکھا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ سے محبت رکھتا اور نثار ہوتا ہے۔ مسلمان کا تو مقام ہی اور ہے۔ گیا گزرا نام نہاد مسلمان بھی جب عظمت مصطفیٰ ﷺ پر معمولی آنچ آتے دیکھتا ہے تو جوش ایمان سے تڑپ اٹھتا ہے اور دیوانہ وار قربان ہونے کو تیار ہو جاتا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی

چاہئے۔لیکن گستاخان رسولﷺ کے خلاف احتجاج کا جو طریقہ کار ہمارے ہاں اپنایا جارہا ہے۔کیا یہ درست ہے؟۔ نہیں ہرگز نہیں۔اپنی ہی املاک کو نقصان پہنچانا اور اپنی ہی معیشت کو تباہ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔یہی تو دشمنان اسلام کی خواہش اور کوشش ہے کہ مسلمان نقصان اور خسارے میں رہیں اور ان کی ترقی مبدل بہ تنزل ہو۔

یہ بھی تسلیم کہ جلاؤ گھیراؤ کا عمل محبان وطن و اسلام اور عاشقان رسولﷺ کا نہیں۔یہ تو دشمنان اسلام کے ایجنٹوں کی سیاہ کاریاں ہیں۔لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ مواقع ان ناہنجار لوگوں کو ہماری غلط پالیسی اور کمزور حکمت عملی کی وجہ سے میسر آتے ہیں۔احتجاج ہماری غیرت ایمانی کا تقاضہ ہے اور ہمیں اس کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

لیکن دشمن سے ہوشیار رہنا اور اس کی مکاریوں کو ناکام بنانا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔اسلام دشمن طاقتیں ہمیں آپس میں الجھا کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہیں جو کافی حد تک کر بھی چکی ہیں۔پوری دنیا میں مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔اس موقع پر ہمیں اپنی طاقت وقوت کو بچانا‘ بڑھانا اور مجتمع کرنا ہے اور دشمن کو ہزیمت ورسوائی سے دوچار کرنا اور پسپائی کی دلدل میں گرانا ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم متحد ہو کر ان اتحادیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں اور ہر وہ حربہ استعمال کریں جس سے اسلام و پاکستان کے دشمنوں کی معیشت تباہ ہو۔

دیکھتے نہیں انہوں نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی پر مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرا کر سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق پہلے افغانستان اور پھر عراق پر قبضہ کر لیا اور اب عراق میں نئی کارروائی کر کے شیعہ سنی فساد کھڑا کر دیا۔جبکہ وہاں دونوں طرف کے رہنمایان کرام برملا اعلان کر رہے ہیں کہ یہ کارروائی ہمارے کسی گروہ کی نہیں۔

لہٰذا ہم مسلمانوں کے لئے یہ وقت جوش کے ساتھ ساتھ ہوش میں رہنے کا ہے۔باہمی اختلافات کو یکسر بھلا کر پوری امت مسلمہ کے متحد ہونے اور غداروں کو پہچاننے اور ان سے ہوشیار رہنے کا وقت ہے۔اللہ جل شانہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔آمین!

(بقیہ تبصرہ کتب)

پیغمبر اسلام اور اخلاق حسنہ: مصنف: حافظ زاہد علی: صفحات: ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور!

جناب حافظ زاہد علی انتہائی باذوق نوجوان ہیں۔جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل اور جامعہ میں استاذ ہیں۔زیر تبصرہ کتاب میں انہوں نے رحمت دو عالمﷺ کے اخلاق حسنہ پر خوبصورت انداز میں روشنی ڈال کر حضورﷺ کے سیرت نگاروں میں اپنا نام لکھوایا ہے۔جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی اور جناب پروفیسر سلیم طارق خان کے پیش لفظ نے کتاب کی عظمت کو دوبالا کر دیا ہے۔کتاب کا انداز اتنا خوبصورت اور دل موہ لینے والا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ انسان پڑھتا چلا جائے اور جتنا پڑھتا ہے اتنا ہی لطف دوبالا ہوتا چلا جاتا ہے۔بہرحال کتاب اس قابل ہے کہ اسے ہر لائبریری کی زینت بنایا جائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف کی کوشش وکاوش کو قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنائیں۔

عشق کا امتحان!

جناب جاوید چوہدری

کرے بلوٹکن کا تعلق ڈنمارک سے تھا۔ وہ بچوں کے لئے کہانیاں لکھتا تھا۔ اس نے 2005ء کے شروع میں حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک کتابچہ لکھا۔ اس نے سوچا کتاب میں کہیں کہیں خاکے شامل کر دیئے جائیں۔ اس نے ڈنمارک کے مختلف مصوروں سے رابطہ کیا۔ تمام آرٹسٹوں نے صاف انکار کر دیا۔ ان آرٹسٹوں کا کہنا تھا کہ اس قسم کے خاکے خلاف اسلام ہیں اور مسلمان ایسے گستاخوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ کرے بلوٹکن مسودہ لے کر ''یولانڈ پوسٹن'' اخبار کے دفتر چلا گیا۔ اس اخبار کے مالکان یہودی ہیں اور اس کی پیشانی پر باقاعدہ ''سٹار آف ڈیوڈ'' شائع ہوتا ہے۔ بلوٹکن نے اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی بپتا سنائی۔ یہ کہانی سن کر ایڈیٹر کے شیطانی دماغ میں ایک انوکھا خیال آیا۔ اس نے کرے بلوٹکن سے کہا کہ: ''ہم ایک آزاد ملک ہیں۔ ہم خاکے بنا کر شائع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مسلمان ان پر کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں؟'' کرے بلوٹکن نے اس سے اتفاق کیا۔ ''یولانڈ پوسٹن'' کے پینل پر 40 کارٹون تھے۔ ایڈیٹر نے اسی وقت ان سب کو بلایا اور انہیں ایک ایسا ٹاسک دے دیا جس نے آنے والے دنوں میں پوری دنیا کا امن غارت کر دیا۔ ان چالیس کارٹونسٹوں میں سے 28 نے اس گستاخی سے انکار کر دیا۔ جبکہ باقی 12 کارٹونسٹ خاکے بنا کر لے آئے۔ ایڈیٹر نے 30 ستمبر 2005ء کو یہ خاکے شائع کر دیئے۔ ڈنمارک کی مسلم کمیونٹی نے اس پر احتجاج کیا۔ لیکن اخبار نے اس احتجاج کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ ڈنمارک میں موجود مسلم ممالک کے 11 سفیر اکٹھے ہوئے اور انہوں نے 20 اکتوبر کو ڈینش وزیراعظم سے ملاقات کی درخواست کی۔ مگر وزیراعظم نے اسے ''آزادی صحافت'' قرار دے کر ملاقات سے انکار کر دیا۔ یہ مسئلہ دب گیا اور عالم اسلام اس گستاخی سے بے خبر رہا۔

10 جنوری 2006ء کو ناروے کے ایک جریدے ''میگزنیٹ'' نے یہ خاکے ''ری پرنٹ'' کر دیئے۔ یہ ایک محدود سرکولیشن کا جریدہ تھا جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ اس گستاخی سے ناواقف رہے۔ لیکن اگلے دن ناروے کے ایک بڑے اخبار ''واگ بلادت'' نے یہ خاکے اپنے انٹرنیٹ ایڈیشن میں شامل کر لئے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے یہ گستاخی پوری دنیا میں پھیل گئی۔ جس کے بعد اسلامی دنیا کی طرف سے ردعمل شروع ہو گیا۔ یہ حج کے دن تھے۔ چالیس لاکھ کے قریب مسلمان سعودی عرب میں جمع تھے۔ وہاں لوگوں نے ان خاکوں کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔ بات چلتے چلتے امام کعبہ تک جا پہنچی۔ انہوں نے اس گستاخی کا شدید نوٹس لیا۔ حج کے بعد جمعہ آیا تو سعودی عرب کی تمام مساجد میں آئمہ کرام نے اس سانحے کا ذکر کیا اور تمام مسلمانوں سے عملی احتجاج کی درخواست کی۔ سعودی عرب ڈنمارک کے حلال گوشت اور ڈیری مصنوعات کا سب سے بڑا خریدار ہے۔ ڈنمارک کی ایک کمپنی سعودی عرب کو ہر سال پانچ سو ملین ڈالر کی ڈیری

مصنوعات بیچتی ہے۔ عوام نے ان مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا۔ لوگ ڈیپارٹمینٹل سٹورز میں داخل ہوئے اور ڈینش ڈیری مصنوعات اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ لوگوں نے اپنے ذاتی فریجوں سے بھی ڈینش مصنوعات نکال کر کوڑے دانوں میں پھینک دیں۔ صرف دو دن میں یہ کمپنی سعودی عرب میں دیوالیہ ہوگئی۔ عوامی احتجاج کو دیکھتے ہوئے سعودی عرب نے 26 جنوری کو ڈنمارک سے اپنا سفیر واپس بلا لیا۔ اس کے بعد یہ احتجاج عرب امارات' ایران' لیبیا' مصر اور فلسطین سمیت پورے عالم اسلام میں پھیل گیا۔ 30 جنوری کو غزہ میں یورپی یونین کے دفتر پر حملہ ہوا۔ دمشق میں مشتعل نوجوانوں نے ڈنمارک اور ناروے کے سفارت خانے جلا دیئے۔ بیروت میں ڈینش ایمبیسی جلا دی گئی۔ نابلس میں فرانسیسی کلچر سنٹر پر قبضہ ہو گیا۔ لندن میں ڈینش ایمبیسی کے باہر مارچ ہوا۔ برلن میں مسلمانوں اور پولیس میں جھڑپیں ہوئیں اور قاہرہ اور ایتھنز میں ہزاروں لوگ سڑکوں پر آ گئے۔ غرض پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا۔

فروری کے پہلے ہفتے تک بظاہر یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ خاکے محض اتفاق یا ایڈیٹر کی بے وقوفی ہے۔ لیکن جب ناروے کے میگزین نے ان بجھی چنگاریوں کو ہوا دی اور نارویجن اخبار نے یہ چنگاریاں اڑا کر پوری دنیا میں پھیلا دیں تو معلوم ہوا کہ یہ گستاخی محض بے وقوفی یا اتفاق نہیں تھا۔ یہ عالم اسلام کے خلاف ایک گہری سازش تھی۔ اس سلسلے میں ہم یورپ کے دوسرے اخبارات کو بطور دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ جس وقت پورا عالم اسلام چراغ پا تھا۔ اس وقت فرانس' جرمنی' اٹلی اور سپین کے اخبارات نے بھی یہ خاکے شائع کر دیئے۔ یہ خاکے فرانس کے اخبار ''فرانس سوئیر'' جرمنی کے اخبار ''ڈائی ایلٹ''، ''بلا ئیرزی تنگ'' اور اٹلی کے اخبار ''لا شامیا'' میں شائع ہوئے۔ یہ اقدامات ثابت کرتے ہیں کہ یہ اتفاق نہیں تھا اور اس کے پیچھے ایک لمبی چوڑی سازش ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سازش ہے کیا؟۔ آج سے پانچ برس پہلے مجھ سے ایک یورپی سکالر نے عجیب سوال پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ:

''میں ایسے بے شمار روشن خیال اور لبرل مسلمانوں کو جانتا ہوں جو شراب پیتے ہیں' جوا کھیلتے ہیں' جو غیر فطری تعلقات کے حامی ہیں اور جو تیس تیس برس سے یورپ میں رہ رہے ہیں' جو ہم جیسے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے ردعمل اور ایک کٹر مولوی کے ردعمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہے؟۔ ہم اس بات پر حیران ہیں۔''

اس سکالر کے سوال میں اس سازش کی ساری جڑیں پیوست ہیں۔ یورپ اور امریکا کے ''لبرل'' دانشور ہر پانچ دس برس بعد اس قسم کی حرکت کرتے ہیں جس کے ذریعے یہ مسلمانوں کی لبرل ازم کی سطح چیک کرتے ہیں۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے کس درجے پر فائز ہیں؟۔ لہٰذا اگر یہ محض اتفاق یا بے وقوفی ہوتی تو یہ بے وقوفی ''یولانڈ پوسٹن'' تک محدود رہتی۔ یہ گستاخی ''میگزینیٹ'' اور ''واگ بلادت'' تک نہ جاتی اور اس کے بعد یہ خاکے فرانس' جرمنی' اٹلی اور سپین کے اخبارات میں شائع نہ ہوتے۔ اگر ہم پچھلے ایک ماہ کے واقعات کا جائزہ لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ

یہ بارودی سرنگوں کا ایک سلسلہ تھا۔ جس میں ایک کے بعد دوسرا دھما کا ہوتا چلا گیا۔ جس کے ذریعے معاملہ آگے بڑھتا گیا۔

یورپی اخبارات اور حکومتوں کا ردعمل بہت دلچسپ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ: ''یہ محض آزادی رائے یا آزادی صحافت کا مسئلہ ہے اوران کے اخبارات میں ہر قسم کا مواد شائع ہوتا رہتا ہے۔''

یہ موقف مکمل طور پر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ ڈنمارک کے اسی اخبار ''یولانڈ پوسٹن'' کے ایک کارٹونسٹ ''کرسٹوفر زیلر'' نے اپریل 2003ء میں (نعوذباللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں چند خاکے بنائے تھے۔ اس نے جب یہ خاکے اخبار کو بھجوائے تو سنڈے میگزین کے ایڈیٹر ''جینز کیسر'' نے یہ خاکے شائع کرنے سے انکار کردیا تھا۔ ایڈیٹر کا کہنا تھا کہ: ''ان خاکوں سے قارئین کے ایک حلقے کی دل آزاری ہوگی۔ وہ اس پر مشتعل بھی ہوسکتے ہیں۔''

یہ انکار اور یہ جواب ثابت کرتا ہے کہ ''یولانڈ پوسٹن'' کی انتظامیہ اتنی سادہ اور بے وقوف نہیں۔ وہ عوامی ردعمل سے اچھی طرح واقف ہے اوراسے یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی آزادی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں پہنچ کر اس کی سرحدیں ختم ہوجاتی ہیں۔ اگر یہ محض آزادی صحافت کا مسئلہ ہوتا تو ''یولانڈ پوسٹن'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاکے بھی شائع کردیتا۔ دوسرا اگر یورپ کے اخبارات اتنے ہی آزاد ہیں تو انہوں نے آج تک یہودیوں کے خلاف کوئی خبر، کوئی مضمون اور کوئی خاکہ کیوں شائع نہیں کیا؟۔ یورپ کے اخبارات یہودیوں سے اتنے ڈرتے ہیں کہ وہاں جب بھی کسی داڑھی والے کا کارٹون یا خاکہ بنایا جاتا ہے تو اس پر مسلم لکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی قاری اسے غلطی سے یہودی نہ سمجھ بیٹھے۔ پچھلے پچاس برسوں سے یورپ کے کسی اخبار میں یہودیوں کے قتل عام (Holo Caust) کے خلاف ایک سطر شائع نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں پر پہنچ کر یورپ کی آزدی صحافت دم کیوں توڑ دیتی ہے؟۔

آج تک کسی نے ان سے یہ نہیں پوچھا اور نہ ان لوگوں نے آج تک اس سوال کا کوئی جواب ہی دیا۔ میرا خیال ہے کہ یورپ کی آزادی صحافت مسلمانوں سے شروع ہوتی ہے اور مسلمانوں پر آکر ختم ہوجاتی ہے۔ اب آتے ہیں مسلمانوں کے ردعمل کی طرف۔ وقت نے ثابت کیا کہ مسلمان انتہائی برا ہوسکتا ہے۔ لیکن نبی رسالت ﷺ ازواج مطہراتؓ، صحابہ کرامؓ مسلمان کی زندگی کا وہ موڑ ہیں جہاں پہنچ کر وہ زندگی اور موت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے اور اس موڑ پر عموماً سوفیصد مسلمان شہادت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یورپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ اسے کیا معلوم جس دن اللہ اکبر کی پہلی صدا مسلمان کے کان پر پہنچتی ہے تو اس کے خون کا ایک ایک قطرہ نبی رسالت ﷺ کے نام ہوجاتا ہے۔ وہ اس دن سے اپنی زندگی کسی کذاب، کسی راج پال کا تعاقب کرتے کرتے گزاردیتا ہے۔ عشق کے اس امتحان میں موت پانی کے ایک گھونٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ مسلمان سمجھتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کی ذات ان کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی نہیں ہوجاتی وہ مسلمان نہیں ہوسکتے اور اس وقت دنیا کے ایک ارب پینتالیس کروڑ مسلمان خود کو مسلمان ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ چنانچہ محسوس ہوتا ہے کہ اب ان کے راستے میں جو بھی آیا وہ خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔ یہ عشق کا دریا ہے جس کا کوئی کنارا کوئی بند نہیں ہوتا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور، جمعرات 16 فروری 2006ء)

حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ سمندری!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ خطیب جامع مسجد سمندری ضلع فیصل آباد۔ آرائیں برادری کے چشم و چراغ تھے۔ ہندوستانی مشرقی پنجاب کے معروف قصبہ تلونڈی میں پیدا ہوئے۔ سکول اور دین کی واجبی تعلیم حاصل کی اور تحریک خلافت میں سرگرم ہوگئے۔ مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی روایت کے مطابق:

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ تینوں پنجاب کے دیہات کا تبلیغی دورہ ایک ساتھ کرتے رہے اور لوگوں کو تحریک خلافت میں شمولیت کے لئے آمادہ کرتے۔ آج اس گاؤں' کل اس قریہ۔ ظہر کہیں۔ عشاء کہیں۔ دن رات سفر جاری رہتا۔ دوپہر کو کہیں آرام کے لئے موقع مل جاتا تو تمام ساتھی آرام کرنے کے لئے نیند کا لباس پہن لیتے۔ کپڑے اتار کر لٹکا دیتے۔ جب سب گہری نیند سو جاتے تو حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ چپکے سے اٹھتے۔ سب کی جیبوں سے کاغذات ونقدی وغیرہ نکال کر علیحدہ علیحدہ کسی کپڑے میں باندھ کر نشانی لگا دیتے۔ کپڑے لے کر ٹوٹیوں پر بیٹھ جاتے۔ سب کے کپڑے دھو کر ان کو دھوپ میں خشک کرتے اور ساتھیوں کے بیدار ہونے سے پہلے اسی طرح لٹکا کر ان کی امانتیں واپس ان کی جیبوں میں ڈال کر فارغ ہو جاتے۔ ساتھی بیدار ہوتے تو ان کو دھلے کپڑے تیار مل جاتے۔ اس ایک واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کتنے ایثار پیشہ تھے۔

تقسیم کے بعد سمندری جامع مسجد میں تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کو سمندری' تاندلیانوالہ' گوجرہ اور گردونواح کے حلقہ کے لئے مبلغ مقرر کر دیا۔ صبح بچوں کو پڑھاتے اور پھر تبلیغ پر نکل کھڑے ہوتے۔ شام رات گئے گھر واپس آ جاتے۔ سمندری میں ہر سال کمیٹی پارک میں ختم نبوت کانفرنس کرانے کا معمول زندگی بھر ترک نہیں کیا۔ جس ملک کی نامور دینی قیادت کو دعوت دیتے۔ ترجمان اسلام' لولاک' خدام الدین اور دیگر دینی جرائد منگوا کر علاقہ بھر میں تقسیم کرتے۔

ختم نبوت' نظام اسلامی اور دیگر ہر دینی کام کے لئے دن رات ایک کئے رکھا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں وفد لے کر تشریف لانے کو اپنے اوپر فرض کئے رکھا۔ دو شادیاں کیں۔ پہلی اہلیہ سے مولانا عطاء الرحمٰن شہباز پیدا ہوئے۔ پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی۔ اس سے بڑے بیٹے مولانا ضیاء الرحمٰنؒ فاروقی تھے۔ جنہیں قدرت نے ملک گیر شہرت ارزاں فرمائی۔ حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ نے بہت ہی عسرویسر سے زندگی گزاری۔

بہت ہی قناعت پیشہ شخص تھے۔ اکابر کے قدردان تھے۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ آپ کی برادری کے اکثر رشتہ دار خانیوال وبستی سراجیہ میں قیام پذیر ہیں۔

حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ زندگی کے آخری سانس تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔ فقیر راقم جب فیصل آباد میں مجلس کا مبلغ مقرر ہوا تو حضرت مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ نے جڑانوالہ اور حضرت مولانا محمد علی جانبازؒ نے سمندری، گوجرہ، ٹوبہ میں فقیر کا تعاون فرمایا۔ ان حضرات کی مخلصانہ تربیت کے بے پناہ احسانات سے آج بھی فقیر کی گردن جھکی ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ آخرت میں اس کا ان کو بہتر بدلہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا غلام حیدر صاحب میاں چنوں!

حضرت مولانا غلام حیدر صاحبؒ آرائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ دنیاوی علوم جالندھر میں حاصل کئے۔ خاندانی طور پر دینی گھرانہ کے چشم وچراغ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد میاں چنوں میں سکول ماسٹر مقرر ہوگئے۔ بیعت کا تعلق حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ صاحب سے تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے بھی اصلاح کا تعلق قائم کیا۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ملفوظات حرفاً حرفاً مطالعہ کئے۔ بہت ہی صالح طبیعت تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے۔ دفتر مرکزیہ کے حساب وڈاک کا انتظام بڑی حد تک ان کے ذمہ تھا۔ کسی سرکاری محکمہ سے مجلس کا کوئی کام ہوتا تو وہ بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ اسلام آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مقرر ہوئے۔ تب مجلس کا دفتر جامع مسجد دارالسلام میں قائم تھا۔ جہاں آج کل حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی خطیب ہیں۔ ان سے پہلے حضرت مولانا نور محمد صاحب اس مسجد کے خطیب تھے۔ دارالسلام مسجد کو حضرت مولانا نور محمد صاحب نے مرکز بنادیا۔ آپ کے دست راست حضرت مولانا غلام حیدرؒ ہوتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لگ بھگ مجلس کا ملکیتی دفتر جی نائن تھری میں قائم ہوا تو حضرت مولانا غلام حیدرؒ اس میں منتقل ہوگئے۔ صحت کی آخری سٹیج تک برابر مجلس کے کام کو اسلام آباد کے سرکاری وغیر سرکاری حلقہ میں وسعت دی۔ حضرت مولانا غلام حیدرؒ بہت ہی محنتی انسان تھے۔ بہت ہی دھیمی طبیعت کے شخص تھے۔ دل گداز گفتگو کرنے کے ماسٹر تھے۔ جس کے پاس جاتے اپنا موقف منوا کر تشریف لاتے۔ آپ مجلس کے ہر اعتماد پر پورے اترتے۔ حق تعالیٰ نے گوناگوں خوبیوں سے ان کو نوازا تھا۔ بہت گہری سوچ والے شخص تھے۔ ہر بات سوچ کر کرتے اور جو قدم اٹھاتے پھونک کر اٹھاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء سے قبل قادیانیت کے شتر بے مہار کو اسلام آباد میں آپ نے قابو کیا اور خود اس کی پیٹھ پر کامیاب حکمت عملی سے سوار ہوگئے۔ معمولی بیمار ہوئے۔ گھر آگئے۔ میاں چنوں میں وصال ہوا۔

مباحثہ ایبٹ آباد!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

آخری قسط!

فاروق: وہ اس سے استدلال لیتے ہیں کہ قرآن کریم میں جو پیش گوئی حضرت محمدﷺ کے لئے آئی ہے کہ یأتی من بعدی اسمہ احمد! آپ کا نام تو قرآن مجید میں احمد رکھا ہے۔ آئے محمد۔ پیش گوئی احمد کی ہے۔ آئے محمد۔ پھر کلمہ پڑھنا چاہئے لاالہ الا اللہ احمد رسول اللہ۔ یہ محمد کا کلمہ کیوں پڑھتے ہو۔

مولانا: اگر ہمیشہ سے یہ ہو رہا ہے کہ نام محمد کا کہا گیا آئے احمد۔ تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ میاں کی سنت یہ چلی آرہی ہے کہ نام فاروق کا لیتے ہیں مراد شفیق کی ہوتی ہے؟۔ اللہ میاں بھی اور ساری امت بھی۔ قرآن وحدیث نام ہی فراڈ کا ہے۔ معاذ اللہ! یعنی لفظ کوئی بولا جاتا ہے مراد کچھ ہوتی ہے۔ یہی ہے مفہوم آپ کے نزدیک قرآن مجید کا؟۔

فاروق: نہیں میرے نزدیک تو یہ نہیں۔

مولانا: میری بات کو سمجھیں جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ ایک ہے مبشرا برسول یأتی! کا لفظ۔ میں اس کو چھوڑتا ہوں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرمائیں کہ میرے بعد ابوبکرؓ آئیں گے اور کوئی ایک آدمی کھڑے ہو کر کہہ دے کہ ابوبکرؓ سے مراد اسماعیل صاحب تھے۔ کوئی آدمی مانے گا اس بات کو؟۔ بھائی عربی لغت کے پاس جائیں‘ علم کلام کے پاس جائیں‘ علم بلاغت کے پاس جائیں۔ انہوں نے تو سب سے پہلے اصول ہی یہ مقرر کیا ہے کہ: لا استعارۃ فی الاعلام! ناموں میں استعارہ نہیں چلا کرتا۔ نام کسی کا ہو اور مراد کوئی ہو؟۔ اگر اسی طرح ہو تو ساری دنیا کا نظام ہی چوپٹ ہو جائے۔ اسلام‘ دین‘ مذہب‘ شریعت‘ یہ چیزیں دنیا کے نظام کو سیٹ کرنے کے لئے آتی ہیں۔ بگاڑنے کے لئے نہیں آتیں۔ اگر پرویز مشرف سے مراد ضیاء الحق ہو‘ ضیاء الحق سے مراد ذوالفقار علی بھٹو ہو‘ ذوالفقار علی بھٹو سے مراد نواز شریف ہو‘ نواز شریف سے مراد مولانا فضل الرحمن‘ مولانا فضل الرحمن سے مراد مولانا سمیع الحق۔ مرے سمیع الحق اور کہیں کہ جائیداد مولانا فضل الرحمن کی تو کائنات کا نظام چل سکتا ہے؟۔ اگر احمد نے آنا تھا‘ احمد نہیں آئے‘ محمد آئے۔ احمد کوئی اور تھا محمد کوئی اور ہے؟۔ پھر اس کا معنی یہ ہوا کہ دین اسلام نہیں پھر یہ تماشا ہے؟۔ معاذ اللہ! اب اگر آیت کے مفہوم کو سمجھنا چاہتے ہو تو پھر محمد عربیﷺ کے دروازے پر چلیں۔ پھر تفسیر آپ بھی نہ کریں میں بھی نہ کروں۔ یہ دنیا کا دجال ہے جو اس طرح کی مثالیں دے کے آپ کو یہ بنانا چاہتا ہے کہ محمد اور ہیں احمد اور ہیں۔ یہاں سے خرابی پیدا کر کے آپ کو وہ آگے لے جارہا ہے۔ جس وقت آپ نے یہ بات مان لی کہ محمد اور ہے احمد اور ہے۔ اسی وقت آپ مان لیں گے کہ نام دمشق کا لیا تھا مراد قادیان ہے۔ نام اترنے کا لیا تھا مراد پیدا ہونا ہے۔ نام منارہ کا لیا تھا مراد اس سے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا ہے۔ جس وقت ایک بات انہوں نے منوالی تو پھر

چل سو چل ۔ گمراہی ہی گمراہی ۔ اگر اسی لفظ احمد کے مراد کو آپ سمجھنا چاہتے ہیں تو حضور علیہ السلام کے دروازے پر چلے جاتے ہیں ۔ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پہ قرآن مجید اترا ہے ۔ آپ بتائیں اس سے مراد کیا ہے ۔ تو محمد عربی ﷺ ایک نہیں بیسیوں تواتر کی احادیث کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ انا محمد وانا احمد ! محمد بھی میں ہوں احمد بھی میں ہوں ۔ آپ کہیں کہ آنا احمد تھا مراد محمد ہے ۔ حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ میں محمد ہوں ۔ میں احمد ہوں ۔ قصہ ہی ختم ہو گیا ۔ اس دجل سے انہوں نے راستہ نکالا اور آپ چل پڑے کہ محمد و احمد کو کہا کچھ گیا تھا ۔ آیا کسی نام کا ۔ پھر وہ آپ کو اور آگے لے کر چلیں گے ۔ جب آپ نے بنیاد ہی غلط اختیار کر لی تھی ۔ رخ گنگے کا کر لیا تھا ۔ سوچا یہ تھا کہ میں مکہ جا رہا ہوں ۔ مکہ نہیں پہنچیں گے ۔ کبھی نہیں پہنچیں گے ۔ گنگے ہی پہنچیں گے ۔ اسی سے انہوں نے آپ سے یہ منوالیا ۔ دمشق کا معنی قادیان ۔ نازل ہونے کا معنی پیدا ہونا ۔ مسیح کا معنی غلام احمد ۔ پس پھر چل سو چل ۔

فاروق: وہ حوالہ پیش کرتے ہیں کہ محمد ﷺ .... ! نبی آئے گا ۔ اس کے معنی آپ کی شریعت ہوگی اور وہ فاران کی چوٹیوں سے نازل ہوگا ۔ اس سے وہ حضرت محمد ﷺ مراد لیتے ہیں ۔ وہ کہتے کہ آپ کب فاران کی چوٹیوں سے نازل ہوئے ۔ جیسے نازل ہونے سے مراد آسمان سے نازل ہونا ہے ۔ قرآن حکیم میں جہاں تک نزول کا لفظ آیا ہے ۔ کہیں بھی یہ نہیں کہ وہ آسمان سے نازل ہوا ہو ۔ جیسے اللہ نے فرمایا کہ لوہا ہم نے نازل کیا ۔ کبھی لوہا نازل ہوا ؟ ۔

مولانا: خدا کے بندے صبر کر ...... صبر کر ! اب لفظ نازل کیا ہے ۔ لفظ نازل کیا جو ہے نا اس کو سمجھنے کے لئے کہ اس کے اصل معنی کیا ہیں ۔ ایک جگہ سے منتقل ہو کر دوسری جگہ جانے کو نازل کہتے ہیں ۔ آسمانوں سے آئے تب بھی نازل ثابت ۔ وہ اسلام آباد سے چل کر آئے تب بھی نازل ۔ قرآن کسی پر اترے تب بھی نازل ۔ یہ ایک لفظ جس کو کہتے ہیں قدر مشترک ۔ جب وہ معلوم ہو گیا ۔ اب آپ بڑھتے جائیں گے ساری قرآن مجید کی آیتیں کھلتی جائیں گی ۔ اگر کسی کے لئے قرینہ موجود ہے کہ یہ آسمانوں سے آنے کا ہے ۔ اس کے لئے آسمانوں سے وہ آئے گا ۔ کسی کے لئے نزیل کا لفظ ہے ۔ وہ پہاڑوں سے آئے گا ۔ کسی کے لئے فاران کا لفظ ہے ۔ تو ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ تو آ رہا ہے ۔ اسی کو نازل ہونا کہتے ہیں ۔ جس کے متعلق ہے وہ پہاڑوں سے آئے گا وہ پہاڑوں سے آئے گا ۔ جس کے متعلق ہے اسلام آباد سے آئے گا وہ اسلام آباد سے آئے گا ۔ جس کے متعلق آسمانوں سے ہے وہ آسمانوں سے آئے گا ۔ جس کے متعلق پیدا ہونے کا ہے وہ پیدا ہوگا ۔ میں یہی کہتا ہوں کہ آپ سمجھنے کے لئے میری ایک درخواست یاد رکھیں ۔ قرآن مجید کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کا صحیح ترجمہ کرتے چلے جائیں ۔ آیات منکشف ہوتی جاتی ہیں ۔ ایک آیت کا ترجمہ غلط کر لو قرآن مجید آگے اڑ نگا لگا کر کھڑا ہو جاتا ہے ۔ چلنے ہی نہیں دیتا ۔ جب ایک غلط معنی کریں گے تو قرآن مجید ایسی پھسروڑی ڈالے گا

کہ آپ کو چلنے ہی نہیں دے گا۔ سوائے اس کے کہ پھر جو آدمی تحریف کا قائل ہو جائے۔ جو چاہے جب چاہے جو بکواس کر دے۔ تو پھر وہ قرآن فہمی نہیں ہوگی۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا صحیح ترجمہ کر لو۔ پھول پھول کلیاں کلیاں کھلتی جائیں گی۔ گلدستہ بنتا چلا جائے گا اور آپ اس کی خوشبو سے دل و دماغ کو اور ایمان کو معطر کرتے چلے جائیں گے۔ یہ قرآن مجید کی خوبی ہے۔ مرضی سے کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اگر فقط لغت کو لے کر بیٹھ جائیں اور اس کا ترجمہ کرنے لگ جائیں تو کبھی ہماری کشتی کنارے صحیح سالم نہیں اترے گی۔ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

فاروق: آیتوں کے جو معنی اور مفہوم دیتے ہیں وہ ساتھ تفسیروں کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ علماء کے جو اقوال ہیں پرانے علماء کے نقل کرتے۔

مولانا: میں ان کے علماء کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یہی میرا آپ سے رونا ہے۔

فاروق: اور مولانا قاسم نانوتویؒ نے جو یہاں کہا۔

مولانا: بھائی میاں! حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے نہیں ملاں علی قاریؒ کو لے لیں فلاں کو لے لیں ان کی بات نہیں کر رہا۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ ان کی بات کیوں کرتے ہیں کہ یہ علماء کے نام لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی بات کرتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ کا نام لیتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی حدیث نقل کرتا ہے۔ اس حدیث شریف میں آسمان کا لفظ تھا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص۱۴۶'۱۴۸' خزائن ج۷ ص۳۱۲' ۳۱۴ پر حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی۔ جب کنز العمال ج۱۴ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۲۶۷ پر اس کو دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کی بددیانتی سامنے آتی ہے کہ لفظ من السماء ! کو کھا گیا جن کا سربراہ اتنا بڑا غدار اور اتنا بڑا خائن تھا ان چھوٹے قادیانیوں کی بات کو میں کس طرح مان لوں۔ اصل کتاب بھی آپ کے سامنے نہیں۔ مفہوم اور اس کا قول بھی آپ کے سامنے نہیں۔ فلاں نے یہ کہا' فلاں نے یہ کہا۔ ایک ٹکڑا نقل کرتے گئے آپ کے سامنے رکھتے گئے آپ نے کہا اگر اتنے قائل تھے تو میں بھی قائل ہوں۔ آپ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جائیں میں آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ ملا علی قاریؒ کو لیتے ہیں۔ مولانا قاسم نانوتویؒ کو لیتے ہیں۔ اگر ملا علی قاریؒ ختم نبوت کا قائل نہیں میں بھی آج چھوڑ دوں گا۔ لائیے ملاں علی قاریؒ کسی عبارت پر ٹک لگا' کسی پر تو نشان لگا کہ یہ ہے۔ میں کہتا ہوں ملا علی قاریؒ کو مان لیتے ہیں ان کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ وہ کہہ دیں کہ زندہ ہیں مان لیں۔ وہ کہہ دیں کہ فوت ہو گئے چھوڑ دیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے۔ مولانا نانوتویؒ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ یہ حوالے میں دیکھتا ہوں۔ قادیانی نامکمل' ادھوری' اگر' مگر' چونکہ' محال فرض محال کی بات کرتے ہیں۔ اس سے دھوکہ دیکھتے ہیں۔ میں فیصلہ کی بات دیکھتا ہوں کہ مسیح زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی کافر ہے۔ اس فیصلہ پر ملا علی قاریؒ مولانا نانوتویؒ کے دستخط دیکھتا ہوں۔

قادیانیوں کی طرح فرض محال کی بحث نہیں ۔ فیصلہ کی بات سمجھئے ۔ اس کو سمجھ لیں ۔ مدار بنالیں ۔ تب بھی آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔

فاروق: چہ جائے کہ وہ امتی نبی کی حیثیت سے ۔ وہ جب آئیں گے تو امتی نبی ہوں گے ۔ یہ آیت نہیں

مولانا: بھائی یہی میں سمجھاتا ہوں آپ کھوپڑی سے کام نہیں لے رہے ۔ کھوپڑی کو استعمال کریں ۔ میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں سارے نبی کل قیامت کے دن موجود ہوں گے ۔ پھر بھی حضور ﷺ خاتم ہیں ۔ پہلے کے کسی نبی کی آمد سے رحمت دو عالم ﷺ کی خاتمیت پر فرق نہیں آتا ۔ آپ میرے چھوٹے بھائی ہیں ۔ آپ مجھے اجازت دیں میں آپ کو سمجھا دوں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نیا نبوت کا دعویٰ کرے ایران کا یا قادیان کا تو یہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کے خلاف ہے۔

فاروق: بالکل صحیح۔

مولانا: قادیانی میرے ساتھ گفتگو کرتے ہیں ۔ باہر جا کر پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مولوی گالیاں بہت دیتے ہیں ۔ اے خدا کے بندے! کیا ہو رہا ہے قادیانیوں کے ہاں؟ ۔ توجہ کریں۔

فاروق: آپ نے صحیح فرمایا۔

مولانا: چلیں، چلیں ۔ میاں ہمت کریں ۔ کوئی سوال کریں ۔ ہاں!

فاروق: میں نے تو سوال کر دیا ہے۔

مولانا: بھائی میاں میں سوالوں سے تنگ نہیں ہوں۔

فاروق: کیونکہ جو میرے ذہن میں ہے.........!

مولانا: اسی ملا علی قاریؒ کو لیتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ دعوی النبوۃ بعد نبیا کفر بالاجماع! حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے ۔ اجماعی طور پر کافر ہے ۔ یہ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں ۔ اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگی ۔ وہ پہلے کے نبی ہیں جب وہ آئیں گے تو محمد عربی ﷺ کی شریعت کو فالو کریں گے ۔ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو کہتے ہیں دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع! انہیں حضرت ملاں علی قاریؒ سے پوچھا گیا ۔ ان کی کتاب شرح فقہ اکبر ہے اس کے اندر کہتے ہیں انہ نازل من السماء فھو حق کائن! عیسیٰ السلام آسمانوں سے اتریں گے ۔ یہ پکی بات ہے ۔ ہو کر رہے گی ۔ وہ حیات مسیح کے بھی قائل ہیں ۔ یہی ملا علی قاریؒ جن کو قادیانی اپنا گواہ بنا کے پھر رہے ہیں۔

فاروق: آسمان کا ذکر ہے؟ ۔

مولانا: جزکم اللہ! اگر مل جائے تو۔

فاروق: آسمان کا لفظ......................!

مولانا: میں کہتا ہوں آسمان اتنا بڑا آسمان کہ ساتوں آسمان آپ کو ساتھ نظر آ جائیں اور ایک کتاب نہیں پانچ سات امہات الکتب میں۔ بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے اندر موجود ہے۔ کنز العمال کے اندر موجود ہے اور میں ایک دو کتابوں کا نہیں کہہ رہا حضرت امام بخاریؒ کی تاریخ البخاری کے اندر موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ دفن ہوں گے اور حضرت ابن عباسؓ جن کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ان أخي عيسىٰ ابن مريم ينزل من السماء! حضرت ابن عباسؓ نقل کرنے والے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم کا آسمانوں سے نازل ہوگا۔ اتنا بڑا آسمان کا لفظ کہ ساری دنیا کی زمین اس کے نیچے آ جائے۔ اتنا بڑا آسمان کا لفظ موجود ہے۔

فاروق: تو پھر وہ کہتے ہیں کہ آسمان سے عیسیٰ نازل ہوگا اور سب نے دیکھ لیا پھر تو ایمان لانے میں شک ہی کوئی نہ ہوگا۔ ایمان بالغیب کا تو فائدہ ہی کوئی نہ ہوا۔ پھر تو ظاہر ہے کہ لوگ مان لیں گے۔ سب کو مان لیں گے۔

مولانا: بھائی اس وقت یہی تو ہے کہ وہ جس وقت آئیں گے ان کے آنے کے بعد تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اس کے بعد فوت ہوں گے۔ ان کے بعد وہ ساری قیامت کی نشانیوں پوری ہو رہی ہیں۔ توبہ کے دروازے بھی بند ہوں گے۔ وہ تو پیریڈ ہی قیامت کا شروع ہوگا۔

فاروق: پھر ان کے آنے کا فائدہ کوئی نہیں۔

مولانا: خوب بھائی! بالکل اسی طرح ہے کہ ان کے آنے کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔ وہ نہیں آئیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مان لو۔ اس کے آنے کا بڑا فائدہ ہے؟۔

فاروق: میں عرض کرتا ہوں کہ وہ آئیں گے تو مخلوق کی ہدایت کے لئے آئیں گے۔

مولانا: محض مخلوق کی ہدایت کے لئے نہیں آئیں گے۔ قرآن اور سنت مخلوق کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ وہ آئیں گے رحمت دو عالم ﷺ کی امت کو ساتھ لے کر دجال کے قتل کے لئے۔

فاروق: تو دجال......!

مولانا: دجال جو ہے اتنا بڑا فتنہ ہوگا۔ اس کو قتل کرنے کے لئے آئیں گے۔ جس کی پشت کے پر ستر ہزار یہودی ساتھ ہوں گے۔

فاروق: دجال کے ساتھ۔

مولانا: ہاں! ہاں!

فاروق: دجال کیا چیز ہے۔

مولانا: آپ بتائیں کیا چیز ہے۔

فاروق: میں نے تو جو پڑھا ہے سنا ہے

مولانا: مرزا غلام احمد قادیانی کیا کہتا ہے؟۔ کیا چیز ہے؟۔

فاروق: وہ کہتا ہے کہ دجال کے معنی ہیں فریبی' جھوٹا' کذاب' ڈھانپ لینے والا' سیر و سیاحت کرنے والا' اندھا' کذاب' ایک آنکھ اس کی اندھی ہوگی۔ اس سے وہ مراد لیتا ہے کہ اسلام کی جو آنکھ ہوگی وہ اندھی ہوگی۔

مولانا: اسلام کی آنکھ اندھی ہوگی۔

فاروق: اندھی ہوگی۔ اسلام کو پڑھتا نہیں ہوگا۔ دیکھتا نہیں ہوگا اور دنیا کی آنکھ اس کی بہت تیز ہوگی۔ دنیا میں اتنی ترقی کرے گا کہ بہت بے شمار ترقی کر جائے گا اور اسلام کی طرف سے بے بہرہ ہوگا۔

مولانا: تو اس کو قتل کرنے کا معنی پھر یہ ہوگا کہ اس کی اندھی آنکھ کو ٹھیک کر دیا جائے گا۔ مسیح آکر اس کو ٹھیک کر دے گا۔ یعنی قتل کر دے گا۔ قتل کا معنی ٹھیک کر دے گا۔ معنی یہ ہے کہ اس کی آنکھ کو وہ تیز کرے گا کہ اسے مسلمان کرے گا۔

فاروق: اس کے عقائد سے لوگوں کو آگاہ کر دے گا۔ اس سے مراد ہے اس کے باطل عقائد لوگوں کو معلوم ہو جائیں گے۔

مولانا: اس کے باطل عقائد اگر محمد عربی ﷺ آگاہ کئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے پھر تو دین پورا ہی نہ ہوا؟۔

فاروق: آپ اس کی تفصیل بتائیں۔

مولانا: بابو! میں وضاحت سے پہلے یہی کہتا ہوں کہ جرح سے فارغ ہوں۔ تو پھر صفائی دوں گا۔

فاروق: دوسرا حدیث میں ہے یقتل الخنزیر ......! حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے۔

مولانا: پہلے دجال سے فارغ ہو لینے دیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نہ جائیں۔ پہلے دجال سے فارغ ہو لیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دجل سے تو نکلیں۔

فاروق: ہاں جی! عام آدمی جو کہتے ہیں کہ دجال گدھے پہ سوار ہوگا اور وہ بہت بڑا گدھا ہوگا۔

مولانا: گدھے پہ کھوتے پہ سوار ہوگا۔ وہ اس کو بعد میں لیں گے۔ پہلے اس لفظ کو لیں کہ بھائی آپ یہ بتائیں کہ یہ دجال کیا چیز ہے؟۔

فاروق: دجال ایک گروہ ہے۔ جن کا عقیدہ اسلام کے مخالف ہے۔

مولانا: عیسائی دجال ہیں۔ ایک گروہ ہے۔

فاروق: ہاں!

مولانا: ٹھیک ہے۔ مرزا قادیانی انہی عیسائیوں کو کہتا تھا میں آپ کی رعایا ہوں۔ ملکہ وکٹوریہ کو کہتا تھا کہ تو زمین کا نور ہے میں آسمان کا نور ہوں۔ دجال نور ہوگا؟۔

فاروق: پھر کیوں کہا۔

مولانا: چلیں، چلیں۔ شاباش!

مولانا: آپ میری انگلی پکڑیں گے۔ میں آپ کے ہاتھ چوموں گا۔ جہاں اب میں سوال کروں گا۔ چلیں چلیں!

فاروق: وہ کہتے ہیں ملکہ وکٹوریہ جھوٹی تھی۔ وہ انگریزنی تھی جو حکمران تھی۔ اس سے جو مسلمانوں کے ساتھ زیادتی کرتے سکھ آزادی نہیں دیتے تھے اور بہت زیادتی کرتے تھے۔ ظلم کرتے تھے۔ ٹھیک ہے نا! اور اسی کے ساتھ ملکہ جو تھی اس نے مسلمانوں کے لئے اذان کھلوادی۔ اذان سرعام دینے لگ گئے۔ نمازیں پڑھنا شروع کردیں اور انہوں نے سکھوں کو منع کیا ملکہ وکٹوریہ نے۔

مولانا: یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ یہاں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ دو چار علاقوں میں سکھوں کی مسلمانوں سے ضرور لڑائی ہوئی تھی۔ دہلی وغیرہ سارے علاقہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اذانیں ہوتی تھیں۔ انگریز آیا۔ پھر بھی اذانیں ہوتی رہیں۔ اس نے کون سی کھلوائی تھی۔ آپ تاریخ پر بھی نظر رکھیں۔ یہ تو ہندوستان کی تاریخ ہے۔ آپ کشمیر کو لے کر بیٹھ گئے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ دجال کے بارے میں چلتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں۔ ان سے پوچھتے ہیں۔

فاروق: جی ہاں!

مولانا: یہ روایت بخاری شریف سے لے کر مسلم شریف تک اور مشکوٰۃ شریف سے لے کر بخاری شریف تک موجود ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک ابن صیاد تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہوگیا کہ وہ دجال ہے۔ حضور علیہ السلام اس کی تفتیش کے لئے گئے۔ اس کی والدہ اسے آواز دے دیتی تھی۔ حضور علیہ السلام ابوالقاسم تشریف لائے۔ دوسرے تیسرے دن اچانک آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ وہ گول مٹول سا ایک بچہ ہے۔ اس کے اوپر چادر ڈالی ہوئی ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے کوئی بات پوچھی۔ اس نے آگے سے غوں غوں کردی۔ دخ کا لفظ کہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اس پر معاملہ مشتبہ کردیا گیا ہے۔ ابھی آپ ﷺ کی ذات اقدس پر پوری تفصیلات جو آگے احادیث

میں آتی ہیں۔ یہ اس پیریڈ کی بات نہیں اس سے پہلے کی بات ہے۔ ابن صیاد پر معاملہ خلط کر دیا ہے۔ مدینہ کے اندر نہیں آئے گا۔ یہ نہیں ہوگا۔ یہ تفصیلات آپ ﷺ کو بعد میں بتائی گئیں اور یہ مکہ میں نہیں بتائیں مدینہ طیبہ میں آخری عمر میں آپ ﷺ نے بتائی تھیں۔ اس وقت ان تفصیلات کا اعلان نہیں تھا۔ اتنا معلوم تھا دجال ہوگا۔ لیکن کون' کہاں۔ اتنا مشہور ہوگیا کہ ایک عجیب وغریب ہے۔ کسی نے کہا دجال ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ دیکھنے کے لئے چلے گئے۔ عام روٹین کی بات ہے۔ وہاں گئے تو فرمایا کہ اس کے اوپر معاملہ خلط ہوگیا۔ جب پوچھا تو اس نے کوئی ایسی الٹی پلٹی بات کہہ دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے اوپر معاملہ خلط کر دیا گیا ہے۔ چھوڑیں اس کو۔ اسی موقع پر حضرت سیدنا رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے تلوار نکال لی اور درخواست کی کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ ایک یہ چیز موجود ہے۔ جس کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص دجال ہے۔ پروپیگنڈہ ہوا اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں تلوار لئے کھڑے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھ کر کہا عمرؓ اگر یہ وہ ہے تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ لست صاحبہ! تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ اس کو عیسیٰ بن مریم قتل کرے گا۔ اگر یہ وہ نہیں' تو اپنے ہاتھ خون ناحق سے تم کیوں رنگین کرتے ہو۔ اس حدیث شریف نے یہ بتادیا کہ اس کو قتل آلے کے ساتھ کیا جائے گا۔ قلم کی لڑائی اس کے ساتھ نہیں ہوگی۔ اس حدیث شریف نے بتادیا کہ دجال وہ شخص معین کا نام ہے۔ کسی گروہ کا نام نہیں۔ حضور علیہ السلام کی موجودگی کے اندر ایک کیس پیش ہوا ہے۔ دنیا میں وہ بڑا ظالم ہے جو رحمت دو عالم ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے۔ کیس حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔ علی روس الشہاد پیش ہوا ہے۔ صحابہ اس کی گواہی دینے والے ہیں۔ اور کتاب بھی ایسی کہ مشکوٰۃ سے لے کر بخاری شریف تک وہ روایت موجود ہے۔ حضور علیہ السلام نے اسے فرمایا' یہ بتاتا ہے کہ یہ شخص معین کا نام ہے۔ اس کے بعد آگے چل کر اس کی اتنی نشانیاں اور علامتیں بتادیں کہ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی دونوں آنکھوں میں نقص ہوگا۔ ممسوع العین! ایک آنکھ بے نور ہوگی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو ابھری ہوئی ہوگی۔ ایک اسلام والی نہیں ہوگی ایک فلاں والی نہیں ہوگی۔ پھر تو دنیا میں جس شخص کو جتنے کافر ہیں سارے پھر دجال ہوگئے اور اگر یہ دجال تھے تو یہ دجال تو حضور ﷺ کے زمانے میں بھی موجود تھے۔ حضور علیہ السلام نے کیوں فرمایا کہ وہ آئے گا۔ اگر عیسائی دجال تھے تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے۔ فاروق میاں! جاگ رہے ہو؟۔ اس سے مراد نصرانیوں کا گروہ ہے تو نجران کے اندر تو عیسائی حضور علیہ السلام کی موجودگی میں موجود تھے۔ پھر یہ کیوں حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر دجال میرے زمانے میں آیا تو میں اس سے نپٹ لوں گا اور اگر میرے زمانے میں نہ آئے تو تم یہ پڑھا کرو۔ پھر رحمت دو عالم ﷺ نے کیوں ان کو فرمایا تھا؟۔ عیسائی اگر ہوتے یہ تو حضور علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھے۔ میں نے یہی درخواست کی ہے

آپ اسے سمجھنے کی کوشش کریں گے تو قرآن وحدیث کھلتا چلا جائے گا۔ قرآن مجید تو ہے صدا بہار پھول۔ یہ تو ایک ایسا باغ ہے آدمی جائے اس میں معطر ہو جائے۔ الا یہ کہ وہ شخص جو مزکوم ہو جائے۔ پھوں پھوں کرتا ہو۔ سارے جہاں کی گندگی سر پہ اٹھائے پھر رہا ہو اور کہے پھولوں سے خوشبو نہیں آتی۔ سر میں تو تیرے رکھی ہے گندگی۔ ناک تیرا بند ہے۔ پھلاں وچوں خوشبو کتھوں آئے۔ سمجھیں! یہ سب دجل ہے۔ مکر ہے۔ دجال...... قادیان...... مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ اسی سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کبھی کہتا ہے اس کی قبر شام کے اندر ہے۔ کبھی کہتا ہے یروشلم میں ہے۔ کبھی کہتا ہے کشمیر کے اندر ہے۔ کبھی کہتا ہے فلاں گرجا ہے۔ اس گرجا کے ساتھ والدہ کے ساتھ بنی ہوئی ہے۔ یتخبطہ الشیطان من المس ! بھائی! مولانا قاسم نانوتویؒ نہیں ساری کائنات یہ کہے کوئی نبی آ سکتا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے۔ ساری کائنات غلط کہتی ہے۔ قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ باقی یہ بات کہ مولانا قاسم نانوتویؒ نے کہی یا نہیں کہی۔ آپ ایک عبارت پیش کریں گے میں دس پیش کروں گا۔ نہ آپ کی بات کا اعتبار نہ میری بات کا اعتبار۔ خود مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پوچھ لیتے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب لکھی۔ ان کی زندگی میں اس پر ایک اعتراض ہوا۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس کا جواب دیا۔ وہ جواب چھپا ہوا موجود ہے۔ وہ ان کی زندگی کے اندر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے میں اسے کافر سمجھتا ہوں۔ اس عبارت سے میرا یہ معنی ہی نہیں۔ یہی عبارت جب خواجہ قمرالدین سیالویؒ کے سامنے پیش ہوئی تو خواجہ سیالویؒ نے کہا کہ مولانا قاسم نانوتویؒ کی جوتیوں کے اندر جو علم ہے یہ اعتراض کرنے والی کی کھوپڑی ان کی جوتیوں تک بھی نہیں پہنچی۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نہیں ساری کائنات اگر کہے قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ نہیں مانتے۔ بھائی! میرے عزیز! نبوت تماشہ نہیں۔

مجاہد شاہ: ہمارے یہاں بھی ایک مولوی صاحب نے کہا تھا کہ نبوت کا دروازہ تو قاسم نانوتویؒ نے کھولا ہے۔

مولانا: بھائی! یہی مولانا صاحب کا جواب ہی تو آ گیا۔ ہاں بھائی! چلیں۔

فاروق: کیا مسیح اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں یا دو الگ الگ۔

مولانا: حضور علیہ السلام سے پوچھ لیتے ہیں۔ وہ فرمادیں ایک ہے۔ آپ بھی مان لیں۔ وہ فرمادیں دو ہیں۔ ٹھیک ہے۔ آپ فرمادیں انہوں نے کیا فرمایا تھا۔ ایک ہے کہ دو ہیں؟۔

فاروق: یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ لا مھدی الا عیسیٰ! اس حدیث شریف کو لے لیں۔

مولانا: ایک ہی حدیث پیش کی نا آپ نے۔ میں اس کے مقابلہ میں چالیس حدیثیں پیش کروں گا۔ ایک کا اعتبار یا چالیس کا؟۔

فاروق: چالیس کا۔

مولانا: چالیس کا۔ وہی حدیث جس کو پیش کرتے ہیں پہلے اس کو لے لیتے ہیں۔ کون سی کتاب میں جس کتاب کے اندر وہ روایت ہے اگر اسی کتاب میں آگے لکھا ہوا ہو کہ اس کے اندر فلاں فلاں راوی ہیں۔ فھما کذاب لا یحتج به! اس کے اندر فلاں راوی ہیں۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسی جھوٹی روایتوں کے اوپر ایمان چلا کرتا ہے؟۔ چالیس صحیح روایتوں کو چھوڑ کر اس روایت پر ایمان کی بنیاد رکھی جا رہی ہے جو سرے سے ضعیف ہے۔ چالیس روایتیں مجھ سے پوچھیں وہ کیا ہیں حضور علیہ السلام کے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ بخاری کو لیناہو۔ فرمایا ینزل عیسی ابن مریم فیکم وامامکم منکم! عیسیٰ بیٹا مریم کا تم میں نازل ہوگا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یہ روایتیں بتا رہی ہیں۔ ایک ہم میں آرہا ہے۔ ایک ہم میں سے ہوگا۔ آدمی دو ہیں ایک نہیں۔ جو وہاں سے آئے گا اس کا نام عیسیٰ ابن مریم بتایا۔ جو ہم میں سے ہوگا اس کا نام محمد بتایا۔ نام بھی دو۔ ایک کا نام اللہ وسایا' ایک کا نام فاروق۔ نام دو ہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے یہ دو ایک تھے۔ یہ فراڈ ہوگا۔ چوہدری صاحب! یہ مرزا قادیانی کھڑے ہوگئے۔ کہتے ہیں یہ دو ایک ہیں اور وہ ایک میں ہوں۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ابوداؤد کے اندر روایت ہے قال قال رسول اللہ ﷺ یواطع اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی اوکما قال! کہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان آئیں گے ان کا نام میرے نام پر ہوگا۔ ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔ من ولد فاطمه! وہ سیدہ فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس روایت کو لیا ہے۔ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کے اندر کہتا ہے کہ: ''وہ حضرت مہدی جن کے متعلق ولد فاطمہ کے الفاظ آئے ہیں میں حدیثوں والا مہدی نہیں ہوں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۵' خزائن ج۲۱ ص۳۵۶) اگر تو حدیثوں والا مہدی نہیں تو پھر ہمیں حدیثوں والا مہدی چاہئے۔ تو پھر انگریز کا مہدی ہو سکتا ہے حدیثوں والا نہیں۔ اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مان رہا ہے کہ میں حدیثوں والا نہیں ہوں۔ انگریز کے کارندے اگر تو حدیثوں والا نہیں تو پھر تجھے مانیں کیسے؟۔ ہم تو حدیثوں والے کو مانیں گے۔ پھر مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے کہ: ''ممکن ہے ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ فٹ آجائیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۹' خزائن ج۳ ص۱۹۷) ''ممکن ہے کہ وہ دمشق کے اندر بھی نازل ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۲۹۵' خزائن ج۳ ص۲۵۱) جس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ میں وہ مسیح ہوں جس پر حدیثیں فٹ نہیں آرہیں۔ فٹ نہیں آرہیں تو تمہاری ڈگری بھی غلط' تمہاری سندیں بھی جعلی' تم تشریف لے جاؤ۔ تم پھر دجال کے نمائندے ہو' ہمارے نمائندے نہیں۔ آپ کا دماغ بغض عناد سے خالی ہو تو ان کی کتابوں سے ایسی شاہراہیں کھلیں گی کہ موٹروے سے بھی زیادہ۔ وہاں تو بریک بھی نہیں لگانی پڑے گی۔

فاروق: حضرت امام باقر کی روایت ہے سورج اور چاند کے گرہن کی۔

مولانا: ہاں!

فاروق: امام مہدی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

مولانا: کیا۔

فاروق: جب وہ نازل ہوگا تو اس کی نشانی یہ ہوگی۔

مولانا: نازل ہوگا یا پیدا ہوگا۔

فاروق: پیدا ہوگا۔

مولانا: اچھا چلو۔

فاروق: اس کے لئے خدا نے یہ مقرر کیا ہے کہ جب سے کائنات پیدا کی گئی ہے تب سے لے کر اس کے زمانے تک وہ نشانی کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی۔

مولانا: ہاں!

فاروق: اور اس کے بعد بھی ظاہر نہیں کی جائے گی۔ وہ صرف اور صرف میرے امام مہدی کے لئے ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔

مولانا: ابھی آپ کہہ رہے کہ امام باقر۔

فاروق: وہی نا کہ امام باقر روایت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

مولانا: روایت کے اندر اگر یہ لفظ ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت امام باقر یہ کہیں کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا' تو حضرت امام باقر سے بڑھ کر اور کوئی سچا راوی نہیں ہوسکتا۔ پھر ہم آپ کو مان لیں گے۔ اگر اس میں آنحضرت علیہ السلام کا لفظ نہ ہو تو پھر آپ یہ نہ کہیں کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اس میں تو یہ لفظ ہی نہیں ہے۔

فاروق: روایت یہ کرتے ہیں کہ امام باقر سے روایت ہے۔

مولانا: چلئے .... ابھی تو میں عرض کرتا ہوں میرے عزیز! آپ نے روایتوں کو پڑھا نہیں ان کو لے لیا۔ یہ دار قطنی کی روایت ہے اور الحمدللہ! دار قطنی کے تین نسخے میرے پاس ہیں۔ سمجھے نا جی! بیروت کا چھپا ہوا بھی ہے۔ پاکستان کا چھپا ہوا بھی ہے اور جس کے حواشی لکھے گئے ہیں وہ بھی موجود ہے۔ حضرت امام باقر کا قول ہے اور اس کے اندر فلاں راوی ہے وہ جھوٹ بولتا تھا۔ پھر روایت میں اول لیلۃ من رمضان ! ہے۔ روایت صحیح بھی ہوتی۔ امام باقر کا قول بھی ہوتا تو پھر قول یہ ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور آگے الفاظ موجود ہیں۔ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے کبھی رمضان المبارک کی پہلی رات کو گرہن نہیں لگا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک نہیں لگا۔ پہلی رات کو چاند گرہن کبھی نہیں لگا۔ لگتا ہی نہیں ہے۔ مہدی کے زمانے میں اگر روایت صحیح ہو تو لگے گا۔

فاروق: وہاں جو پہلی رات کا چاند ہوتا ہے اس کو ہلال کہا جاتا ہے۔ ہلال کہتے ہیں ناجی اس کو۔

مولانا: اب قرآن کے دروازے پر چلتے ہیں۔ والقمر قدرناہ! چاند کے لئے ہم نے منازل مقرر کئے ہیں۔ پہلی رات کو چاند کہتے ہیں۔ ہلال بھی کہتے ہیں۔ لیکن چاند کا لفظ پہلی رات پر بھی بولا جاتا ہے۔ دوسری پر' چوتھی پر۔ اول سے تیس تک چاند بولا جاتا ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے والقمر قدرناہ منازل! ہم نے چاند کی منازل مقرر کئے ہیں۔ پہلی رات کا دوسری کا تیسری کا۔ قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی چاند ہی کہا جاتا ہے۔ (قمر کہا جاتا ہے) قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

فاروق: ٹھیک ہے۔ جزاکم اللہ! آپ اچھی طرح سمجھا رہے ہیں مجھے۔

مولانا: سمجھا نہیں رہا۔ دل چیر کے آپ کے قدموں پر نچھاور کر رہا ہوں۔ میں نے یہی کہا کہ دجل نہ کریں۔ روایت صحیح ہو۔ پچھلے رمضان کے اندر بھی گرہن لگا ہے۔ تیرہ تاریخ کو لگا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ساٹھ دفعہ لگ چکا ہے۔ اس دفعہ بھی لگا ہے۔ اس کے شیڈول اس کے نقشے دنیا کے اندر موجود ہیں۔ تیرہ رمضان المبارک کو اور اٹھائیس رمضان المبارک کو روایت کے الفاظ کے مطابق ہے۔ میں مان لیتا ہوں۔ چلیں......! امام باقر نہ ہو یا جھوٹا راوی سہی۔ میں جھوٹے راوی کو بھی چھوڑتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا فرمان نہیں۔ چلو میں اس قید کو بھی اڑاتا ہوں۔ امام باقر کے قول کو سچا مان کے کہتا ہوں۔ اس کے مطابق چاند گرہن ہوگیا ہے۔ میں ماننے کے لئے تیار ہوں؟۔ روایت کے الفاظ کو پڑھیں؟۔

فاروق: روایت بالکل ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ میں نہیں۔ امام مہدی کے متعلق۔

مولانا: بھائی! میں کہتا ہوں روایت ہے۔ لیکن جھوٹی ہے۔ سچی نہیں۔ حضور علیہ السلام کی حدیث نہیں۔ امام باقر کا قول اور وہ بھی ان کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے۔ ان کی طرف منسوب ہو بھی تو قول کے صحیح الفاظ کے مطابق گرہن نہیں ہوا۔ روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ اول لیلة من رمضان! کہ رمضان شریف کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جائیں تشریف لے جائیں۔ دنیا جہان میں آج تک جتنی قادیانی روایتیں پیش کرتے ہیں یا ان کے معانی کے اندر تحریف کرتے ہیں یا سرے سے وہ روایتیں ہی غلط ہیں۔ ایک صحیح اور صریح روایت قادیانیوں کے پاس نہیں۔ میں نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے۔ رہتی دنیا تک سارے قادیانی ماں کے لال اکٹھے ہو جائیں میرے اس دعوے کو نہیں توڑ سکتے۔ کوئی ایک صحیح صریح روایت ان کے پاس اپنے عقیدے کے اثبات کے لئے نہیں۔ جتنی روایات پیش کرتے ہیں یا سرے سے جھوٹی ہیں یا سرے سے ان کے اندر دجل کرتے ہیں۔ کوئی صحیح صریح روایت قادیانیوں کے پاس خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں نہیں ہے۔ اللہ معاف فرمائے! اللہ معاف فرمائے! میں پھر اس دعوے کو دہراتا ہوں آپ کے ایمان کی زیادتی کے لئے کہتا ہوں میری ساری یہ قادیانیت کی تردید کرنا کوئی

میرا معاشی مسئلہ اس کے ساتھ وابستہ نہیں۔ میرا کوئی یہ پیشہ نہیں۔ پروفیشنل ملاں نہیں ہوں کہ میں قادیانیت کی تردید کرتا ہوں تب مجھے رزق ملتا ہے۔ اللہ نے میرے رزق کے لئے اور دروازے کھولے ہیں۔ میری اپنی زمین ہے۔ اللہ کا فضل ہے۔ کھانا پینا میرا زمین کی آبادی سے آجاتا ہے۔ میں یہ جو قادیانیت کی تردید کرتا ہوں دین ایمان سمجھ کر کرتا ہوں۔ میں قادیانی مربی کی طرح چندے کے دھندے کی خاطر تردید نہیں کرتا۔ میری درخواست سمجھ رہے ہیں؟۔ میرا یہ کام آخرت کی نجات کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے لئے۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایک بھی روایت' صحیح صریح روایت قادیانیوں کے موقف کی سچائی کے لئے ان کے پاس ہو مجھے اللہ قیامت کے دن معاف نہ کرے میری نجات نہ ہو اتنا بڑا آپ کے سامنے چیلنج کر رہا ہوں۔ ایک صحیح صریح روایت ان کے پاس نہیں۔ یا سرے سے روایت جھوٹی ہوگی یا اس کے اندر دجل کریں گے۔ دو چیزوں سے ان کی روایت خالی نہیں ہوگی۔ یہی امام باقر کی روایت حضور علیہ السلام کا فرمان نہیں امام باقر کا قول ہے۔ اس کے اندر جھوٹے راوی موجود ہیں۔ ان کا اعتبار نہیں اور یہ روایت چالیس روایتوں کے متضاد ہے۔ ایک قول وہ بھی کسی امام کا' نبی علیہ السلام کے معاملہ میں جھوٹا آدمی اس امام کی طرف قول کو منسوب کرے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں دنیا میں کہیں انصاف نام کی اگر کوئی چیز ہے تو آپ ارشاد فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کی چالیس صحیح روایتوں کو دیکھا جائے گا یا ایک امام کے قول کو جس کو جھوٹا راوی روایت کر رہا ہے اس کو دیکھا جائے گا؟۔

فاروق: اگر یہ واقعہ ہو جاتا ہے۔ اگر جھوٹا بھی ہے۔

مولانا: شاباش!

فاروق: اگر یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق کر دیتا ہے تو پھر سچا مانیں گے یا جھوٹا۔

مولانا: آپ فرمادیں۔ واقعہ ہو گیا۔

فاروق: ہاں ان کے مطابق واقعہ ہو گیا اور تاریخ کے مطابق واقعہ ہو گیا۔

مولانا: شاباش! اب روایت کے الفاظ پڑھ لیں۔ پھر واقعہ کو دیکھتے ہیں۔

فاروق: اخباروں میں وہ میرے پاس موجود ہیں۔

مولانا: بھائی! یہاں اخبار نہیں۔ ساری کائنات اگر موجود ایک صحیح روایت ہو۔ اس کے مطابق یا دجل کریں گے یا روایت جھوٹی ہوگی۔ اور میں نے قیامت کے دن کی نجات کو بھائی جو آدمی قیامت کو مانتا ہے یہ قیامت ایک ایسا عقیدہ ہے۔ نبیوں میں اختلاف ہوتا رہا۔ نبی بدلتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام' نبوت پر ایمان تو لوگوں کے بدلتے رہے کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے پھر محمد عربی ﷺ کو۔ نبوتوں پر ایمان بدلتا رہا۔ یہ قیامت کا اور توحید کا عقیدہ تو ایسا

ہے یہ ایک دو عقیدے ایسے ہیں کہ کبھی یہ نہیں بدلے اور دنیا کا کون سا آدمی ہے جو قیامت کے متعلق اتنی بات کہہ دے کہ اس دن میری نجات نہ ہو۔ یہ تو کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ میں نے اتنا بڑا آپ کے ساتھ دعویٰ کیا ہے تو آخر کسی بنیاد پر کیا ہوگا۔ جائیں میری اس بنیاد کو توڑنے کی کوشش کریں۔ لیں ہتھوڑا پھر بھی نہیں ٹوٹے گی۔ انشاءاللہ! اس قول میں اول لیلة من رمضان! کہ رمضان شریف کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں پہلی رمضان کو چاند گرہن ہوا؟ مل کر پوری کائنات کے قادیانی اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ میں اب آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ ساری چیزوں سے کسی کے رعب میں آنے کی وجہ سے نہیں۔ کسی کے دھمکانے سے نہیں' دلائل اور حقائق کی بنیاد پر کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا۔ ٹھیک ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کافر تھا' دجال تھا' تثلیث غلط ہے' فلاں غلط ہے' وہ کہہ کر عیسائی مسلمان ہوگا۔ پہلے جو اس کے کفریہ نظریات ہیں ان کو چھوڑے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے کی وجہ سے کفر ہے وہ اس کو چھوڑ دیں۔ یہ آپ کے مسلمان بھائی ہیں۔ اب یہ راستہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ ان کو تبلیغی جماعت کے ساتھ بھیج دیا جائے۔ جتنا عرصہ آسانی کے ساتھ گزارا کر سکتے ہیں کریں۔ اس کے بعد آپ دوست اس کی ہلپ کریں۔ پھر اس کو کتابیں نصاب میں متعین کر کے دوں گا۔ لائن میں متعین کر کے دوں گا۔ اس پر سٹڈی کریں۔ انشاءاللہ! جب ایمان آتا ہے وہ اپنے راستے خود بناتا ہے۔ جہاں دنیا کے اندر مخالفت ہو رہی ہو وہاں قرآن مجید کی تعلیم شروع کر دیں۔ قرآن مجید اپنے راستے خود بناتا چلا جاتا ہے۔ یہ جس وقت تبلیغ سے واپس آئیں گے سارے وسوسے ان کے دور ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے کہ ایمان کی حلاوت ان کے دل کے اندر اتر چکی ہوگی۔ یہ اب اس کی ہمت پر ہے۔ یہ جوان آدمی ہے۔ اس نے جتنا وقت قادیانیت پر لگایا ہے اب اتنا وقت اسلام کو سیکھنے پر بھی لگائے۔ اس راستے کو لیں۔ پھر کوئی اشکال رہ گئے ہیں میں ایک دفعہ نہیں ساری دنیا جہان کے پروگرام چھوڑ کر ان کے پاس آؤں گا۔ آج بھی میں نے اپنی کئی مصروفیتیں ترک کی ہیں۔ پھر یہاں کے لئے وقت نکالا ہے۔ حسن اتفاق تھا کہ اٹک آرہا تھا۔ یہ تو وقار گل صاحب اور مجاہد شاہ صاحب کا آرڈر تھا کہ آپ نے ہر حال میں پہنچنا ہے۔ اگلا مہینہ میرا دن رات صبح شام مصروف ہے۔ میں آج بھی اتنی مصروفیات کو ترک کر کے آیا ہوں۔ لیکن ان کی خاطر جہاں پر جس وقت آواز دیں گے ساری مصروفیات چھوڑ کے آؤں گا۔ ایک آدمی بھی اگر ہماری کوشش کی وجہ سے ہدایت پر آجائے تو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ میں ان کے ایمان اور اسلام پر نہیں کہہ رہا پہلے مجلس میں بیٹھے تھے ان کے دل ودماغ کی اور کیفیت تھی۔ اب بیٹھے ہیں تو ان کے دل ودماغ کی اور کیفیت ہے۔ یہ ایک مجلس کا نتیجہ ہے۔ اگر اپنا علاج کروانا چاہتے ہیں تو اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ حکیم کے نسخہ کو استعمال کریں۔ یہ کہہ دیں کہ میں فلاں جگہ رہنا چاہتا ہوں۔ میرا یہ انتظام کیا جائے۔ میرا یہ انتظام کیا جائے۔ آپ کی ڈیمانڈ اسلام نہیں مانے گا۔ اسلام والے مانیں گے۔ لیکن وہ بھی آپ سے درخواست کریں گے کہ ہمارے بھائی بنیں! ہمارے قانون میں داخل ہوں۔ پھر آپ کے راستے کو

متعین کیا جائے گا۔ پہلے کیفیت اور تھی اب اور ہے۔ آئندہ کیا ہوگی یہ آپ جانیں اور یہ جانیں۔ میں فارغ۔ راستہ صرف اور صرف یہی ہے۔

فاروق: مسائل جی۔ فقہی مسائل جو ہیں نماز کے بارے میں......!

مولانا: لو بھائی! اب ایک اور آفت کہ شافعی کچھ کہتے ہیں' حنفی کچھ کہتے ہیں' مالکی کچھ کہتے ہیں' دیوبندی کچھ کہتے ہیں' بریلوی کچھ کہتے ہیں اور اہل حدیث کچھ کہتے ہیں۔

فاروق: ہزاروں قسم کے ہیں پرابلم۔

مولانا: ہزاروں قسم کے نہیں۔

فاروق: لیکن میں ابھی کسی میں داخل نہیں ہونا چاہتا۔

مولانا: بالکل میں یہی کہتا ہوں کہ قادیانیوں میں بھی تو کئی قسمیں ہیں۔

فاروق: ہر جگہ کئی قسمیں ہیں۔

مولانا: وہاں پر تو جانے کے لئے آپ نے شرط یہ نہیں لگائی۔ اسلام میں آنے کے لئے شرط لگا رہے ہیں۔ چلو بھائی! پہلے میں آپ کے اس کانٹے کو نکالتا ہوں۔ آپ کی یہ شرط بھی دور ہو جائے گی۔

فاروق: میں کہتا ہوں کہ کتنے فرقے ہیں۔

مولانا: وہ میں فرقوں کی بات کر لیتا ہوں۔ بھائی! اگر نیت بات سمجھنے کی ہو تو ایک سیکنڈ لگتا ہے۔ میں آپ کے اسی نقطہ کو بھی حل کر دیتا ہوں۔ کوئی فرقے نہیں۔ کوئی کچھ بھی نہیں۔ سمجھے نا جی! ایک آدمی قتل ہوا۔ اس کی ایف آئی آر درج ہوئی۔ ایک اس کی طرف سے۔ اب دس وکیل کھڑے ہو گئے۔ واقعہ بھی ہوا ہے۔ قتل بھی موجود ہے۔ دس وکیل کھڑے ہوئے۔ ملزم کی طرف سے وہ کہتے ہیں کہ ایف آئی آر بھی صحیح ہے۔ واقعہ بھی صحیح۔ لیکن اس نقطہ سے یہ نقطہ نکلتا ہے کہ اس کو رہا ہونا چاہئے۔ دس وکیل اس کے خلاف کھڑے ہو کر دلائل دے رہے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آدمی کو پھانسی ملنا چاہئے۔ اب بیس وکیل کھڑے ہیں۔ ہر وکیل اپنی بات کر رہا ہے۔ کوئی ان کو نہیں کہتا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کوئی ان کو یہ نہیں کہتا کہ تم غلط ہو۔ یہ صحیح ہے۔ یہ غلط ہے۔ کوئی اس کو نہیں کہتا۔ سارے یہ کہتے ہیں کہ یہ قانون کی تعبیر و تشریح کر رہے ہیں۔ یہ قانون کے شارح ہیں۔ جو جس کو فالو کرے گا نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ' امام مالکؒ' امام شافعیؒ' امام احمد بن حنبلؒ یہ جتنے ہماوے طبقات ہیں یہ سارے ایک کہتا ہے قانون کو میں یہ سمجھا ہوں۔ دوسرا یہ کہتا ہے کہ میں یہ سمجھا ہوں۔ وہ کہتا ہے یہ آسان راستہ ہے مدینہ طیبہ جانے کا۔ دوسرا کہتا ہے یہ آسان راستہ ہے جانے کا۔ جس نے امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق کے متعلق کہا کہ میں اس کو فالو کروں گا۔ نتیجہ اس کا بھی مدینہ طیبہ جانے کا ہے۔ اصول کو وہ بھی مانتا ہے۔ ان کی تحقیقات پر عمل کرتا ہے۔ اسی کا نام حنفیت ہے۔ جو

حضرت امام شافعیؒ کے متعلق کہتا ہے کہ ان کی تحقیقات کو فالو کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ بھی وہی ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں دیوبندی مدرسہ میں پڑھ کر آیا ہوں۔ ان کی تحقیقات کو فالو کرتا ہوں۔ اس کا نام دیوبندیت ہے۔ جو کہتا ہے میں بریلوی حضرات کے یہاں پڑھ کر آیا ہوں۔ میں ان کو فالو کرتا ہوں۔ اسی کا نام بریلویت ہے۔ کوئی فرقے نہیں۔ کوئی طبقے نہیں۔ کچھ نہیں۔ اصول کو مانتے ہیں کہ واقعہ ہوا ہے۔ اب واقعہ کی تشریحات ہیں۔ وہ مختلف تعبیر وتشریح قانون کے اندر ہوسکتی ہے تو قرآن وسنت کے اندر کیوں نہیں ہوسکتی۔

فاروق: یہ تو ہونی چاہئے۔

مولانا: میں آپ کو یہ نہیں کہہ رہا کہ جو بریلوی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ جو دیوبندی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ جو حنفی بنے گا کافر ہو جائے گا۔ سمجھے ناجی! یہ ان کو میں نہیں کہہ رہا۔ جو اصول کو مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ مدینہ طیبہ جانے کا راستہ ہے۔ اٹھارہ ہزار ملک ہیں دنیا کے اندر۔ اٹھارہ ہزار راستے ہیں مدینہ طیبہ کو جارہے ہیں۔ سفر مرکز کی طرف ہو رہا ہے۔ راستہ جون سا چاہے اختیار کرلیں۔ میں کبھی آپ کو نہیں کہہ رہا کہ آپ فلاں مسلک کے اندر شامل ہوجائیں۔ جون سے مسلک کو چاہیں اختیار کرلیں۔ دین اسلام کی حلاوت اترنی چاہئے۔ اس وقت آپ کے لئے علاج یہی تجویز ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جائیں۔ واپس آنے کے بعد آپ مجھے کہیں کہ نہیں میں فلاں کو فالو کروں گا۔ میں آپ کو اجازت دوں گا۔ ایک دفعہ نہیں کروڑ دفعہ کریں۔ اس وقت علاج یہ ہے اس دلدل سے نکلنے کا' اس راستہ سے نکلنے کا کہ یہ کفر کی غلاظت چھٹے۔ اسلام کی عظمت آئے۔ یہ پہلے اسلام کو اپنے دل کے اندر گھر کرنے دیں۔ اس کے بعد کہہ دیں کہ فلاں تحقیق کو فالو کرتا ہوں۔ کوئی حرج نہیں۔ وہ بھی مسلمان ہیں۔ تبلیغ والے غیر مسلم نہیں ہیں۔ بریلوی حضرات کو میں غیر مسلم نہیں کہتا۔ دیوبندیوں کو غیر مسلم' شافعی وامام مالک کو نہیں کہہ رہا۔ میں صرف اس وقت یہ عرض کررہا ہوں کہ اس وقت بہتر علاج آپ کے لئے صرف اور صرف یہ ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ ان میں جانے سے فرقہ واریت کے اندر چلا جاؤں گا تو پھر میں درخواست کروں گا کہ ابھی تک پھر کانٹا آپ کے اندر موجود ہے۔ جیسا کہ پہلے میں نے آپ کی تشخیص کر کے کہہ دیا تھا کہ آپ ابھی تک دلدل سے نکلے نہیں۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں کہ پہلے یوں ہوجائے پھر یوں ہو جائے اس کے بعد یوں ہوگا۔ مہربانی کریں کہ اسلام شرائط کا محتاج نہیں۔ اس راستہ پر چل پڑیں ساری چیزوں کو چھوڑ کر اس راستہ پر چل پڑیں۔ قادیانیت کو قبول کرتے ہوئے آپ نے شرط نہیں لگائی تھی کہ جناب لاہوری کون ہیں۔ قادیانی کون ہیں۔ فلاں کون ہیں۔ فلاں کون ہیں۔ اس وقت تو شرط نہیں لگائی تھی۔ اب آتے ہوئے شرطیں لگاتے ہو۔

فاروق: شرط نہیں ہے۔

مولانا: میں یہی استدعا کرتا ہوں کہ ان کانٹوں کو بالکل سرے سے آگ لگائیں۔ ان کی راکھ اڑادیں

جس طرح اڑتی ہے۔ اب بالکل اگر مجھے معالج سمجھ کر بلایا ہے تو نسخہ تجویز کرنے کا اختیار تو مجھے ہوگا۔ کڑوا دوں تب' کسیلا دوں تب' میٹھا ہو تب' کھٹا ہو تب' وہ اب اس کو اپنے حلق سے اتار دیں۔ اتارنے کے بعد آپ کی صحت بحال ہو جائے گی۔ جراثیم جاتے رہیں گے۔ اب مقوی غذا چاہئے۔ اس مقوی غذا کے متعلق آپ اور میں فیصلہ کرلیں گے بیٹھ کر کہ آپ کو کونسا خمیرا اور کونسی معجون دینی ہے۔ ضرور دیں گے۔ لیکن یہ سب بہانے ہیں اور ہاں! ابھی یہاں سے نکلنے کے بعد اور میری ساری باتیں سننے کے بعد بھی شیطان نے ایسا حملہ کرنا ہے آپ پر کہ یہ کیا اور وہ کیا۔

فاروق: محفل کا آدمی پر اثر ہوتا ہے ناجی۔

مولانا: اس وقت سمجھے ناجی! اس وقت جو آپ کے قلب وجگر کی کیفیت ہے خود رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آقا ﷺ ہم جب آپ کے پاس بیٹھتے ہیں کیفیت اور ہوتی ہے جب باہر جاتے ہیں کیفیت اور ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر وقت اگر یہ کیفیت رہے تو پھر فرشتے آسمانوں سے آکے تم سے مصافحہ نہ کریں؟۔ پھر تو تمہاری یہ کیفیت ہو کہ ملکوتی بن جاؤ۔ سمجھے ناجی! آپ نے اچھا کیا کہ آپ کے ذہن کے اندر جتنے اشکالات تھے آپ نے ان کو بیان کیا۔ میں ان کے جواب آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہا۔ ایک ماحول بن گیا ہے۔ یہی وقت ہے۔ لوہا گرم ہے۔ ہتھوڑا ماریں۔ اس کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ سارے خیالات کو یکسر چھوڑ کر سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر' کتے کو نکالیں پہلے کنویں سے۔ وہ نکلے گا اس کے کفر کا علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کریں۔ نہ مانسہرہ والوں کو دیکھیں نہ داتہ والوں کو۔ نہ ایبٹ آباد والوں کو نہ اس کے طرز عمل کو نہ میرے طرز عمل کو ساری چیزوں سے بالا طاق ہو کر ڈنکے کی چوٹ پر کھڑے ہو کر' پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکاریں بلند آواز کے ساتھ کہ آپ کی آواز جائے پورے کرۂ ارض پہ کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اب اتنا عرصہ میں رہا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اب جو ہے وہ میرے اندر رنگ آنا چاہئے رنگین ہونے کا وہ راستہ ہے۔ اس کو اختیار کریں۔ واپس آئیں۔ پھر بھی ادویات کی ضرورت ہوگی تو بیٹھ کر طے کرلیں گے۔ چلو پھر آپ جونسی دوا کہیں گے تجویز کرلیں گے۔ چلو میں بھی نسخے میں تبدیلی کرلوں گا۔ میں نہیں کہوں گا کہ میرے والا ہی نسخہ استعمال کریں۔ تب آپ کے گوڈے گٹے ٹھیک ہوں گے۔ ممکن ہے کوئی اور دوائی مل جائے۔ وہ بعد کے مسئلے ہیں کہ راستہ کونسا۔ میں فلاں راستہ میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ مہربانی کرلیں بھائی! مجلس کو برخاست کریں تو میں فارغ ہو جاؤں۔

مولانا: مجھے آزادی ہوگئی۔ مجاہد شاہ: ہاں جی!

مولانا: نماز کا ٹائم ہے۔ مجاہد شاہ: جی ہاں!

مولانا: بہت اچھا۔ نماز پڑھیں پھر مجھے اجازت۔ (نماز پڑھی اور چل دیئے۔)

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

بھائی پھیرو میں کذاب گرفتار

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں اور مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ملعون عبدالحمید نے اپنے نام کا کلمہ لکھ کر تبلیغ شروع کردی ہے۔ علماء نے جب گستاخ کا تعاقب کیا تو پولیس نے ملزم کو گرفتار کرلیا۔ یہ خبر علاقہ میں پھیلتے ہی ہزاروں لوگوں نے تھانہ کا محاصرہ کرلیا۔ پتھراؤ پولیس کا شیلنگ اور فائرنگ حالات شہر میں انتہائی کشیدہ۔ ڈی پی او قصور نے تعلیمی اداروں کو بند رکھنے کا اعلان کردیا۔ گستاخ عبدالحمید کذاب نے اپنے گھر میں خانہ کعبہ بنا کر طواف شروع کردیا۔ چھ فٹ مربع کا بنایا۔ اس کے اوپر اپنے نام کا کلمہ لکھ کر تبلیغ شروع کردی اور نبوت کا اعلان کردیا۔ تھے خالصہ کا رہائشی اہلیان گاؤں نے بتایا اور مطلوبہ شخص نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ امام حسنؓ علی حسنؓ، حسین اللہ اور رسول اس کے گھر آتے ہیں۔ آخری خبریں آنے تک بھائی پھیرو میں پولیس اور عوام کا مطالبہ ہے کہ گستاخ کو ہمارے سپرد کرو۔ پولیس کے پتھراؤ سے کافی لوگ زخمی ہوگئے۔ حالات بہت کشیدہ ہیں۔ دیگر علاقوں سے بھاری پولیس کی نفری منگوائی ہے۔ حالات کنٹرول نہیں ہورہے۔ پولیس نے ملزم کے خلاف 295A اور 295C کے تحت مقدمہ درج کرلیا ہے۔

الغازی ٹریکٹر پلانٹ ڈیرہ غازیخان میں قادیانیت کی تبلیغ بند کرائی جائے

ٹریکٹر ساز الغازی پلانٹ لمیٹڈ ڈیرہ غازی خان کو قادیانیت کی تبلیغ کا اڈہ نہ بنایا جائے۔ مسلمان ملازمین کو نکال کر ان کی جگہ قادیانی ملازمین کی بھرتی پریشان کن اور اشتعال انگیز ہے۔ الغازی لمیٹڈ فیکٹری کے قادیانی جی ایم عبدالغفور احسان جو ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں مبینہ طور پر سکہ بند قادیانی ہیں۔ انہوں نے الغازی ٹریکٹر ساز ادارہ کو قادیانیت کی آماجگاہ بنانا شروع کررکھا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اللہ وسایا نے اپنے تبلیغی دورہ ڈیرہ غازی خان سے واپس پر ملتان میں کارکنوں کے اجتماع سے اظہار خیال کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کی قادیانیت نوازی اسلامیان وطن کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ قادیانی آفیسرز کو ملکی حالات کے پیش نظر اس قسم کی اشتعال انگیز کاروائیوں سے اجتناب برتنے کا حکومت اہتمام کرے۔

کراچی (اسٹاف رپورٹر) توہین آمیز خاکوں اور عراق میں مزارات مقدسہ پر حملوں کیخلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اسلامی، جعفریہ الائنس، پاکستان شیعہ علماء کونسل، پاسبان، شیعہ ایکشن کمیشن اور کالعدم ملت اسلامیہ پاکستان سمیت دیگر مذہبی، سیاسی جماعتوں کی جانب سے جمعہ کو یوم احتجاج منایا گیا، اس موقع پر کراچی کے مختلف علاقوں میں مظاہرے کئے گئے۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت چاندنی چوک، بلدیہ ٹاؤن اور مریم مسجد منظور کالونی میں مظاہرے ہوئے جن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عمر صادق، حافظ محمد نعیم، حافظ عبدالقیوم نعمانی اور قاری محمد عثمان نے کہا کہ انسانی حقوق کے مغربی دعوے اگر سچے ہیں تو مغربی ممالک گستاخان رسول کو ازخود گرفتار کرکے مسلم ممالک کے سپرد کریں اور مسلم ممالک کی شرعی عدالتیں جو سزا دیں اسے یورپی ممالک قبول کریں۔

ناگن چورنگی پر واقع جامع مسجد صدیق اکبر کے باہر کالعدم ملت اسلامیہ نے مظاہرہ کیا اور ریلی نکالی۔ احتجاجی جلسے سے انجینئر الیاس زبیر، عبدالغفور ندیم سمیت دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمان یورپی ممالک کے خلاف یکجا ہو گئے ہیں اور دشمنوں کے ناپاک عزائم ناکام بنا دیں گے۔ کلفٹن کے علاقے میں پراپرٹی ڈیلروں کی بڑی تعداد نے توہین آمیز خاکوں پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے احتجاجی ریلی نکالی، جس میں یونین کے ۴۰۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ریلی بعدازاں ریگل چوک پر اختتام پذیر ہوئی۔ ریگل چوک پر پاسبان نے بھی احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم کے صدر شفیق اللہ اسماعیل نے کہا کہ مسلم حکمرانوں نے توہین آمیز خاکوں پر سخت موقف اختیار نہ کیا تو امت مسلمہ ان حکمرانوں کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوگی۔ بعدازاں ریلی نیٹی جیٹی پل کی جانب گئی۔ ریلی کے شرکا نے نیٹی جیٹی پل پر پہنچ کر بڑی تعداد میں یورپی ممالک کی اشیاء کو سمندر برد کیا۔ جماعت اہلسنت کے تحت یوم احتجاج کے موقع پر جامع مسجد قاری مصلح الدین صدیقی میں مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ تراب الحق قادری، حاجی حنیف طیب اور علامہ ابرار احمد رحمانی نے کہا کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب ممالک کیخلاف احتجاج جاری رہے گا۔ جمعیت اہلحدیث کے امیر قاری اصغر سلفی نے خطاب کیا، جبکہ عائشہ منزل پر مولانا اسلم نوید نے خطاب کیا اور یورپ کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عالمی سطح پر احتجاج کرے۔ (روزنامہ امت کراچی ۲۵/فروری ۲۰۰۶ء)

کراچی (اسٹاف رپورٹر) توہین آمیز خاکوں اور سانحہ سامراہ کیخلاف مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے تحت جمعہ کو یوم احتجاج منایا گیا۔ اس موقع پر احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں جن سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ شان رسالتؐ میں گستاخی انتہائی شرمناک فعل اور ناقابل معافی ہے جبکہ سانحہ سامرہ امت مسلمہ کو آپس میں دست وگریباں کرنے کی سازش ہے۔ مزارات پر حملہ دراصل امت مسلمہ پر حملہ ہے، ایسے میں امت کو اتحاد یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ مظاہروں وریلیوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا سعید احمد جلال پوری اور معروف علماء کرام مفتی محمد رفیع عثمانی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا امداداللہ، مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان، مولانا تنویر الحق تھانوی، مولانا اقبال اللہ، قاری اللہ داد، مولانا احسان اللہ ہزاروی، مولانا عبدالرشید انصاری، مولانا رشید احمد درخواستی، ڈاکٹر نصیر الدین سواتی، مولانا محمد احمد مدنی، مفتی محمد، مولانا طلحہ رحمانی، مولانا سیف اللہ ربانی، مولانا عبداللہ مظہر، مولانا سلیم اللہ ترکی، مولانا محمد غیاث، قاری عبدالماجد، مولانا ولی خان المظفر، مولانا حضرت ولی، حافظ محمد سعید لدھیانوی، مولانا گل محمد تالونی، مولانا طاہر، مولانا تقی الدین شامزی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اور دیگر نے بھی خطاب میں توہین آمیز خاکوں اور سانحہ سامرہ کی مذمت کرتے ہوئے ان واقعات کے ذمہ دار افراد کو عبرتناک سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۵/فروری ۲۰۰۶ء)

کراچی: اقوام متحدہ توہین انبیاء کو بین الاقوامی جرم قرار دے: مجلس تحفظ ختم نبوت کی ریلی میں مطالبہ

ڈنمارک کے معافی مانگنے تک احتجاج جاری رہے گا، حکمرانوں کا رویہ آمرانہ ہے: فضل الرحمٰن، ٹیلیفونک خطاب

چیف جسٹس واقعے کیخلاف ازخود کارروائی کریں: حافظ حسین احمد، مفتی محمد تقی عثمانی ودیگر کی تقاریر

حکومت پاکستان سرکاری سطح پر توہین کے مرتکب ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کرے' سفارتی روابط ختم کر کے سفیروں کو واپس بلایا جائے' علمائے کرام اور رہنماؤں کا خطاب

کراچی (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اتوار کو شاہ مزی چورنگی سے شارع قائدین تک تحفظ ناموس رسالت مارچ سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر ان یورپی ممالک سے سرکاری احتجاج کریں' جن ممالک میں یہ خاکے چھاپے گئے ہیں' جبکہ سرکاری سطح پر ان ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جائے اور ان ممالک سے سفارتی روابط ختم کر کے سفیروں کو واپس بلایا جائے' اقوام متحدہ توہین انبیاء کو بین الاقوامی جرم قرار دے' ۳/ مارچ اتوار کو توہین آمیز خاکوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ احتجاجی مارچ سے قائد حزب اختلاف اور ایم ایم اے کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا فضل الرحمن نے ٹیلیفونک خطاب کیا جبکہ احتجاجی مارچ سے قومی اسمبلی میں ایم ایم اے کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر حافظ حسین احمد' جسٹس (ر) مفتی تقی عثمانی' ڈاکٹر خالد سومرو' مولانا عبدالغفور قاسمی' ڈاکٹر محمد عادل خان' مولانا اسفندیار خان' مولانا عمر صادق' مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالغفور ندیم' مولانا عبدالقیوم نعمانی' مولانا تنویر الحق تھانوی' مولانا امجد تھانوی' مولانا عبدالرحمن رحمانی اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ مولانا فضل الرحمن نے احتجاجی ریلی سے اسلام آباد میں اپنے گھر میں نظر بندی کے دوران ٹیلیفونک خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ڈنمارک اور توہین کے مرتکب دیگر یورپی ممالک عالم اسلام سے معافی نہیں مانگتے احتجاج جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ مظاہرین نے کراچی میں آج جس طرح پرُامن احتجاج ریکارڈ کرایا ہے یہ ثبوت ہے کہ ہم پرُامن لوگ ہیں مگر حکومت آمرانہ طرز عمل کے ذریعے پرُامن احتجاج کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبیؐ کی شان میں گستاخی سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور عالم اسلام سراپا احتجاج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتوار کو لاہور میں مظاہرہ کو طاقت کے ذریعے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے' مجھے راولپنڈی سے گرفتار کیا گیا' قاضی حسین احمد' عمران خان' لیاقت بلوچ اور دیگر رہنماؤں کو یا تو نظر بند کردیا گیا ہے یا لاہور میں ان کے داخلے پر پابندی لگادی گئی ہے۔ حکمرانوں کا یہ رویہ آمرانہ ہے حکمرانوں کے یہ اقدامات قوم کے جذبات کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۵ اور ۱۶/ فروری کو لاہور اور پشاور کے واقعات کو جواز بنا کر دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی' ان واقعات کے پس پردہ سرکاری اہلکاروں کا ہاتھ تھا۔ ایم ایم اے کے رہنما حافظ حسین احمد نے کہا کہ ۳/ مارچ کو توہین آمیز خاکوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر احتجاج کیا جائے گا مسلم ممالک کے علاوہ جہاں بھی مسلمان بستے ہیں' وہاں احتجاج ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے کے لئے ریکوزیشن جمع کرادی ہے' ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت اس مسئلے پر پارلیمنٹ میں بحث کرائے' انہوں نے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس توہین آمیز خاکوں کے خلاف از خود کارروائی کریں۔ انہوں نے کہا کہ قانون دانوں سے مشاورت کے بعد ہم آئین کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت ڈنمارک کے وزیر اعظم' اٹلی کے وزیر داخلہ اور ان اخبارات کے ایڈیٹر اور کارٹونسٹ کے خلاف مقدمہ دائر کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انگریز نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو پلانٹ کیا تھا جبکہ امریکا مسلمانوں کے جذبہ

جہاد سے خوفزدہ ہے اور انہوں نے ہم پر آمر کو مسلط کر دیا ہے۔ انہوں نے شرکاء سے استفسار کیا کہ بش ۳/ مارچ پاکستان آرہے ہیں کیا آپ انہیں پاکستان آنے دیں گے؟ مظاہرے کے شرکاء نے با آواز بلند نفی میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مسئلہ بش کے ساتھ ”مش“ بھی ہے۔ سابق جسٹس نائب صدر دارالعلوم کراچی مفتی تقی عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے‘ جو غازی علم دین شہیدؒ نے دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس اجتماع میں یہ اقرار کرنا چاہئے کہ ہم گستاخ رسول ممالک کی ہر مصنوعات کا بائیکاٹ کریں‘ انہوں نے کہا کہ جو ان گستاخ رسول ممالک کی مصنوعات کو استعمال کرے گا وہ نبی اور اس کے دین کے ساتھ غداری کا مرتکب ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جن ممالک نے نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کی ہے ہم ان ممالک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس مسئلے کو بھی او آئی سی میں اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ تمام انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ یورپ کی گستاخی کے جواب میں سارے عالم اسلام کا ایک ہی جواب ہے وہ یہ کہ تحفظ ناموس رسالت پوری امت اسلامیہ کا مسئلہ ہے‘ اس حرکت نے پورے عالم اسلام کو متحد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کی جانب سے اگر دباؤ برقرار رہے گا تو دنیا بھر میں توہین رسالت سے متعلق قانون بن کر رہے گا اور انبیاء کی شان میں گستاخی سے متعلق قانونی تیاری شروع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا ہماری تحریک جاری رہے گی مگر یہ تحریک پُرامن رہنی چاہیے۔ جے یو آئی کے سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا کہ ہم آج اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدید عہد کے لئے آئے ہیں‘ ہم نے سروں پر کفن باندھ لئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے جان بھی قربان کردیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان ممالک سے پاکستان کے سفیروں کو واپس بلایا جائے جنہوں نے نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ مولانا عبدالغفور قاسمی نے کہا کہ یورپ ہماری غیرت کو آزما رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بے حیائی عام کی گئی‘ مخلوط میراتھن کرائی گئی‘ مدارس پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے تمام مسلمان متحد ہو چکے ہیں۔ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان نے کہا کہ اہل کراچی نے ثابت کر دیا ہے کہ ناموس رسول کے تحفظ کے لئے ان کے جذبات بھرپور ہیں۔ سواد اعظم کے صدر جامعہ دارالخیر کے مہتمم مولانا اسفندیار خان نے کہا کہ توہین رسالت کی سزا موت ہے چاہے ملزم توبہ ہی کیوں نہ کرلیں۔ احتجاج کے بعد جہاد کی ضرورت ہے۔ مولانا امجد خان نے کہا کہ کراچی کے شہریوں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ وہ پاکستان کی سرزمین سے یورپی ممالک کے سفیروں کو نکالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ مولانا عمر صادق نے کہا کہ کراچی کے شہریوں نے ہر تحریک کو کامیاب کیا ہے اور اس تحریک کو بھی کامیاب کرائیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ ہمارا نہیں ہے‘ ہم ان سب کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ عبدالقیوم نعمانی نے کہا کہ شاتم رسولؐ سے انتقام لیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کسی امتی کو شاتم رسول کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۷/ فروری ۲۰۰۶ء)

بنوری ٹاؤن سے مزار قائد تک گاڑیاں ہی گاڑیاں‘ انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر‘ گستاخوں کو دہشت گرد

قرار دینے کا مطالبہ

تحفظ ناموس رسالت ریلی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم

یورپی اخبارات کا گھناؤنا اقدام فرنگی منصوبہ ہے' پہلے جہاد کے خاتمے کے لئے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا گیا اب یہ کام موجودہ حکمران سے لیا جا رہا ہے' ملعون کارٹونسٹ کو شرعی سزا دینے کا مطالبہ

قانون توہین رسالت کے خلاف بولنے والے ارکان پارلیمنٹ کی رکنیت ختم' وزارت عظمیٰ کے حلف میں ناموس مصطفیٰ کی پاسداری کا عہد شامل کیا جائے' ٹی وی چینلوں پر کڑی تنقید اور انتباہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام توہین رسالت کے خلاف تحفظ ناموس رسالت ریلی میں لاکھوں افراد نے شرکت کی' بنوری ٹاؤن سے مزار قائد تک ہزاروں گاڑیاں موجود تھیں اور انسانی سروں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اس موقع پر مقررین نے معاملہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کرنے اور پوری دنیا میں اس اقدام کو جرم قرار دینے کا مطالبہ کیا' مقررین نے کہا کہ امت مسلمہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں ملوث افراد کو سرکاری طور پر دہشت گرد قرار دے اور ان سے عالمی دہشت گردوں جیسا سلوک روا رکھے' مقررین نے یورپی اخبارات کے اس اقدام کو فرنگی منصوبہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ پہلے جہاد کے جذبے کو ختم کرنے کے لئے مرزا قادیانی کو استعمال کیا گیا اور اب جہاد کے خلاف جنرل پرویز کو کھڑا کیا گیا ہے' مقررین نے کارٹونسٹ کو علمائے کرام کے حوالے کرنے کا بھی مطالبہ کیا' مقررین نے کہا کہ ہمارا احتجاج مجرموں کے کیفر کردار تک پہنچائے جانے تک جاری رہے گا' توہین رسالت کے قانون کے خلاف بولنے والے تمام ارکان پارلیمنٹ سینیٹرز اور ممبران صوبائی وقومی اسمبلی کی رکنیت ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا' یورپی یونین نے کہا کہ گستاخ رسول کو حوالے کرنے اور شرعی سزا دینے کا بھی مطالبہ کیا کہ قادیانی لٹریچر کی تقسیم اور اس کی اشاعت پر بھی پابندی عائد کی جائے' پاکستانی ٹی وی چینلو پر تنقید کرتے ہوئے اسے اپنا قبلہ درست کرنے کو کہا گیا' مقررین نے کہا کہ منصب صدارت اور وزارت عظمیٰ کے حلف میں ناموس مصطفیٰ کی حفاظت اور پاسداری کا عہد بھی شامل کیا جائے' عالمی میڈیا اور صحافتی تنظیموں سے کہا گیا کہ وہ اپنے ضابطہ اخلاق میں توہین رسالت پر مشتمل کسی بھی قسم کے مواد کی اشاعت پر پابندی لگانے کی شق بھی شامل کریں' پاکستان میں احتجاج کو روکنے کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی' عدالت عظمیٰ سے کہا گیا کہ وہ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب افراد کو عدالت میں طلب کرنے کے احکام جاری کرے' مقررین نے یورپی اخبارات کے وضاحتی بیان کو ناقابل قبول قرار دیا۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۲۷/ فروری ۲۰۰۶ء)

عالم اسلام کے حکمران ڈنمارک میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا سنجیدگی سے نوٹس لیں: مجلس تحفظ ختم نبوت

کوئٹہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے اجلاس میں ڈنمارک کے اخبار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی اشاعت کی شدید مذمت کی گئی اور اس بے حرمتی کے المیہ اور جسارت پر تشویش وافسوس کا اظہار کیا گیا۔ عالم اسلام کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور شرمناک حرکت کے مرتکب افراد کو بے نقاب کر کے سزا دلوائی جائے' یہ مطالبہ اتوار کی صبح مجلس تحفظ ختم نبوت میں صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کی صدارت میں ہونے والے اجلاس

میں کیا گیا۔ (روزنامہ خبریں کراچی ۳۱/جنوری ۲۰۰۶ء)

حیدرآباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے ڈنمارک کے اخبارات میں چھپنے والے خاکے کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت کی اہانت میں ڈنمارک کے اخبارات میں چھپنے والے خاکے کو کوئی بھی مسلمان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں' موجودہ دور کا کفر اگر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو برداشت کرنے پر مجبور کردیں گے تو یہ ان کی بھول ہے' پوری دنیا کے مسلمان یک جان اور یک آواز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کوئی سودے بازی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' انہوں نے حکومت پاکستان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کررہی۔ ڈنمارک' ناروے اور دیگر یورپی ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کرکے ان کے سفیروں کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک بدر کیا جائے۔ مولانا محمد نذر عثمانی نے پاکستان کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں انجمن تاجران' وکلاء برادری اور تمام غیور مسلمانوں کی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدوجہد کو سراہا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں کے تعاون سے ایک پرامن عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ سائٹ ایریا کوٹری میں ہوا' جس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری کے امیر غلام محمد بھٹہ' حاجی محمد زمان خان' مولانا محمد عمر' مولانا عبدالمجید' مولانا بشیر احمد تونسوی' مولانا محمد ابراہیم کررہے تھے۔ احتجاجی جلوس خورشید کالونی سے شروع ہوکر سائٹ ایریا چوک پر ایک احتجاجی جلسہ میں تبدیل ہوگیا' جہاں پر ڈنمارک اور ناروے کے پرچم جلائے گئے اور ان ممالک کے وزراء اعظم کے پتلے نذر آتش کئے گئے' مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ مسلمان عزت رسولؐ کے تحفظ کے لئے غازی علم الدین شہید کا کردار دہرانا جانتے ہیں۔ پاکستان اور پوری دنیا میں ہونے والے احتجاج نے عالم کفر کو سوچنے پر مجبور کردیا' مقررین نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت وناموس کے بھی محافظ ہیں' لہٰذا عیسائیت ویہودیت کے گماشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے سے باز رہیں۔ مقررین نے یورپی یونین اور خاص طور پر ڈنمارک' ناروے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور حیدرآباد کے مشہور معروف خطیب حضرت مولانا قاری کامران احمد نے پیام مصطفیٰ کانفرنس لیبر کالونی سائٹ ایریا کوٹری میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ توہین رسالت کا مرتکب مرزا قادیانی' یوسف کذاب' گوہر شاہی ہو یا ڈنمارک کا کوئی باشندہ' مسلمانانِ عالم کسی کی بھی جانب سے کی گئی توہین رسالت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں' مسلمانوں کو اپنے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت اور عقیدت ہے کہ کوئی آپؐ کے دوستوں (صحابہ کرامؓ) کی بھی اگر توہین کردے تو مسلمان اسے بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے' انہوں نے کہا کہ یہود ونصاریٰ ایک سازش کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے جذبات کو بھڑکا کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں' علماء نے مطالبہ کیا کہ توہین آمیز خاکے بنانے والوں کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں حکومت پاکستان کیس رجسٹر کراکر انہیں سزا دلوائے۔

ٹنڈو آدم ۱۰/فروری کو شہر میں مکمل اور بے مثال ہڑتال رہی' غالباً بے نظیر دور حکومت میں گستاخ رسول سلامت مسیح' رحمت مسیح کے بیرون ملک فرار ہونے کے بعد اب یہ تاریخی ہڑتال تھی' سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر کے علاوہ اسکول اور کالج میں حاضری نسبتاً کم رہی' ٹریفک غیر معمولی کم تھا' سہ پہر تین بجے علامہ احمد میاں حمادی کی قیادت میں ہزاروں افراد پر مشتمل ایک بہت بڑا جلوس جامع مسجد ختم نبوت سے ٹنڈو آدم کے محمدی چوک جہاں پر دس ہزار افراد آرام سے سما سکتے ہیں' روانہ ہوا' جلوس محمدی چوک پہنچا' جگہ کم ہونے کے باعث مشتعل افراد نے جلوس سے قدرے فاصلے پر ڈنمارک' ناروے' فرانس' جرمنی کے صدر و وزراء کے پتلے اور ان ممالک کے جھنڈے نذر آتش کئے' پتلوں کو گدھوں پر سوار کر کے ان کے گلوں میں جوتوں کے ہار ڈال کر لایا گیا تھا۔ احتجاجی مظاہرے سے علامہ احمد میاں حمادی' مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی' علامہ محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حکیم حفظ الرحمٰن' محمد اعظم قریشی' ماسٹر سلیم مدنی' حافظ محمد فرقان انصاری' ڈاکٹر محمد خالد آرائیں' جماعت اسلامی کے عبدالعزیز غوری ایڈووکیٹ' مشتاق عادل' جمعیت علماء اسلام کے حاجی محمد ہاشم بروہی' مولانا محمد عثمان سموں' مفتی محمد امان اللہ بلوچ' جمعیت علماء پاکستان کے حافظ محمد راشد' محمد صدیق بھٹی' خان محمد معصومی' شاہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے محمد اسلم خان' محمد اشتیاق بھیا' گرین مرچنٹس ایسوسی ایشن کے محمد حسین بروہی' ٹیچرز ایسوسی ایشن کے ماسٹر محمد یوسف' پریس کلب کے محمد عمران غوری' غلہ منڈی کے بدرالدین' شبان ختم نبوت کے مولانا بہاؤالدین زکریا' انجمن تاجران کے میاں محمد' ناظم حاجی خلیل میمن' تبلیغی مرکز کے قاری عطاء الرحمٰن' اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے قاری دھنی بخش لاشاری' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت حافظ محمد زاہد حجازی' حافظ رفیع الدین انڈھڑ' سمیت پاسبان' انجمن طلبہ اسلام' جمعیت طلبہ اسلام' مسلم لیگ (ن)' پی پی پی کے رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔

یہ چند خبریں آپ نے ملاحظہ کیں' پوری ملت اسلامیہ اس وقت سراپا احتجاج ہے' کیوں؟ کوئی مال کا مسئلہ ہے؟ ذاتی لڑائی ہے؟ جغرافیائی مسئلہ ہے؟ نہیں! نہیں!!!

یہ ہر مسلمان کی دنیا اور آخرت کا مسئلہ ہے' سرمایہ کائنات' وجہ تخلیق عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور عظمت کا معاملہ ہے' جس کے تحفظ کے لئے مسلمان سب کچھ قربان کر دیں گے' مسلمان کے پیش نظر ہر وقت اپنے نبی کی عزت اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر و مقدس شخصیت ہے:

خونِ دل دے کہ نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

رب کریم ہمارا حامی و ناصر ہو' ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے ہم مسلمانوں کی اس حقیری کاوش کو قبول فرما کر ہمارا حشر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کرے۔ آمین۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ

شہادت حسینؓ: ترتیب: حضرت مولانا حافظ محمد اسحق صاحب ملتانی: صفحات: ۳۶۰: قیمت: درج نہیں:

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

نواسہ رسول اللہ ﷺ جگر گوشہ سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب' لخت جگر سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ، شہزادہ جنت' مظلوم کربلا سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کے حوالہ سے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے حضرت مولانا تقی عثمانی تک اکابر علمائے کرام و رہنمایان ملت نے جو تحریر فرمایا حضرت حافظ محمد اسحق صاحب ملتانی نے اسے سلیقہ و طریقہ سے یکجا کر کے کتاب مرتب کر دی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کربلاء میں دو نظریئے' دو موقف' دو گروہ برسرپیکار ہوئے۔ ایک گروہ یزید کا تھا اور دوسرا قافلہ حضرت سیدنا حسین ابن علیؓ کا تھا۔ امت آج تک سیدنا حسینؓ کے موقف کے ساتھ کھڑی ہے۔ یزیدی گروہ کے ایمان و اسلام پر کسی کو کلام نہیں۔ لیکن ان کے موقف کی بجائے اہل سنت نے ہمیشہ حضرت سیدنا حسینؓ ابن علیؓ کے موقف کا ساتھ دیا ہے۔ ہمارے ملک میں خارجی گروہ نے محمود عباسی بٹ کی شکل میں کراچی سے لاہور تک اودھم قائم کیا۔ ناٹک رچایا۔ تاریخ میں قطع و برید کر کے مظلوم کربلاء پر مزید ظلم ڈھا کر اپنے خارجی و یزیدی ہونے کا ثبوت دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت قاری محمد طیبؒ، حضرت مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، قاضی محمد اطہر مبارک پوریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے اس خارجی گروہ و یزیدی گروپ کی یاوہ گوئیوں کے خلاف اہل سنت کا جو موقف تھا اسے بیان کیا۔ حضرت مولانا حافظ محمد اسحق صاحب ملتانی نے اس تمام مواد کو یکجا کر کے کئی کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ حسینیؓ موقف مقام و مرتبہ سمجھنے کے لئے اس کتاب سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

تذکرہ اولیائے دیوبند: تالیف: حضرت مولانا سید اکبر شاہ بخاری: صفحات: ۸۰۰: قیمت: درج نہیں:

ناشر: مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

برصغیر پاک و ہند کے معروف ۸۷ اولیائے دیوبند کے حالات و خدمات اوصاف و کمالات کا جامع تذکرہ حضرت مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری نے مرتب کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے قلم حقیقت رقم نے دیوبندی مسلک کے خورد و کلاں پر احسان کیا ہے کہ حضرت میاں نور محمد جھنجانویؒ سے حضرت مولانا مفتی عبدالقادرؒ تک ۸۷ اولیاء و بزرگان دین کے حالات قلمبند کر کے گلہائے رنگا رنگ سے گلدستہ سجا دیا ہے۔

بقیہ: صفحہ 25 پر

دل کی بند شریانیں کھولنے کا اکسیر نسخہ

بائی پاس مت کرائیں!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

۱۸؍اپریل بروز ہفتہ ساہیوال ختم نبوت کانفرنس کے لئے جاتا ہوا۔ اس سے ایک دن قبل بندہ کو دل کی جگہ ہلکا درد ہوا اور پھر کافی دیر گھبراہٹ اور بوجھ رہا۔ حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی خطیب پاکپتن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میری انجیوگرافی ہوئی۔ ڈاکٹروں نے بائی پاس تجویز کیا۔ ایک ماہ بعد کی ڈاکٹروں نے تاریخ دی۔ اس دوران ایک حکیم صاحب نے ذیل کا نسخہ دیا جو کہ میں نے ایک ماہ استعمال کیا۔...... مقررہ تاریخ پر کارڈیالوجی سنٹر لاہور میں سوا دو لاکھ روپے جمع کرائے۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کیا۔ ٹیسٹ لئے۔ اگلے دن بائی پاس ہونا تھا۔ تینوں کی رپورٹیں۔ تین ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا۔ پہلے اور بعد کی رپورٹوں کو دیکھا تو مجھ سے پوچھا کہ انجیوگرافی کے بعد تم نے کیا دوا استعمال کی۔ میں نے ڈاکٹروں کو نسخہ بتایا۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری بند تین شریانوں میں سے دو کھل چکی ہیں۔ نسخہ کا استعمال جاری رکھیں۔ شاید باقی ایک بھی کھل جائے۔ بائی پاس کی فی الحال قطعاً ضرورت نہیں۔ جمع شدہ رقم واپس لی اور گھر آ گیا۔

حضرت مولانا حافظ بشیر احمد عثمانی صاحب نے ازراہ کرم ایک بوتل فقیر کو تیار کر کے عنایت فرمائی اور نسخہ بھی بتادیا۔ جو یہ ہے:

۱...... لیموں کا رس ایک پیالی۔ ۲...... ادرک کا رس ایک پیالی۔ ۳...... لہسن کا رس ایک پیالی۔ ۴...... سرکہ سیب ایک پیالی۔ ان چار پیالی رسوں کو ملا کر دھیمی آنچ پر نصف گھنٹہ آگ دیں۔ جب ایک پیالی کم ہو کر تین رہ جائیں تو آگ سے محلول کو اتار کر ٹھنڈا ہونے پر تین پیالی شہد ملائیں۔ سب کو خوب مکس کر کے بوتل میں محفوظ کریں۔ یومیہ منہ نہار تین چمچ کھانے والے محلول کو پئیں۔ انشاء اللہ! دل کی بند شریانیں کھل جائیں گی۔ مجرب ہے۔

نسخہ برائے دفع دمہ، کیرا، نزلہ

۱...... گل بنفشہ تین ماشہ۔ ۲...... گل گاؤزبان تین ماشہ۔ ۳...... عناب نو عدد۔ ۴...... لسوڑے نو عدد۔ ۵...... کھوہ بوٹی تین ماشہ۔ ۶...... ملٹھی تین ماشہ۔ ۷...... خطمی تین ماشہ۔ ۸...... جنازی تین ماشہ۔ ۹...... خشخاش تین ماشہ۔ ۱۰...... بادیان تین ماشہ۔ ۱۱...... گاؤزبان تین ماشہ۔ ۱۲...... منقہ چھ عدد۔ ۱۳...... اسطخودوس تین ماشہ۔ ۱۴...... تخم حلیہ تین ماشہ۔ ۱۵...... انجیر چھ عدد۔ ۱۶...... ابریشم چھ ماشہ۔

بقیہ: صفحہ 16 پر

تعمیر میں تعاون کی اپیل

مسجد خاتم النبیین و مدرسہ ختم نبوت

گمبٹ ضلع خیر پور میرس سندھ

امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے سنگ بنیاد رکھا

تعمیر کا کام جاری ہے احباب سے تعاون کی اپیل ہے

شیخ عبدالسمیع ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ ضلع خیرپور میرس

فون: 0243-640076

موبائل: 0301-6685585

یک روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم

بتاریخ 7 اپریل 2006ء صبح 10 بجے تا رات بمقام ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم

زیر صدارت حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب سجاول

زیر نگرانی جنرل ختم نبوت حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی صاحب مدظلہ

- شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ملتان
- حضرت مولانا محمد مراد صاحب ھالیجوی
- حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری صاحب کراچی
- حضرت مولانا صبغتہ اللہ صاحب کنڈیارو
- حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب سرگودھا
- حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی
- حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی صاحب سکھر
- حافظ خادم حسین صاحب پکا چانگ
- حضرت مولانا محمد نذر عثمانی صاحب حیدرآباد
- حضرت مولانا محمد علی صدیقی صاحب میرپورخاص
- حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کراچی
- حضرت مولانا خان محمد کندھانی صاحب
- حضرت مولانا محمد طاہر مکی صاحب
- حضرت مولانا محمد راشد مدنی صاحب
- شاعر انقلاب الحاج امداد اللہ صاحب پھلپوٹو
- شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی صاحب
- رانا محمد انور کراچی صاحب
- حافظ محمد زاہد حجازی صاحب
- حافظ محمد طارق حمادی صاحب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ فون: 0235-571613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس

ختم نبوت کانفرنس و تحفظ ناموس رسالتؐ ریلی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس دفتر مرکزیہ ملتان میں حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ملک بھر کے علماء کرام نے شرکت کی۔

اجلاس میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف ملک کی دینی تنظیموں کی بیداری، مظاہروں، ریلیوں کا خیر مقدم کیا گیا اور تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ سے متعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

اجلاس میں پنجاب اور سندھ کے تقریباً 35 اضلاع میں تحفظ ناموس رسالتؐ اور ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرانے کا فیصلہ کیا گیا، اجلاس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی بیرون ممالک سے دھوکہ کے ساتھ حج کے لئے حرمین شریفین میں آ کر اپنی کفریہ سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں، فیصلہ کیا گیا کہ رابطہ عالم اسلامی و سعودی حکومت کے عمائدین سے رابطہ کر کے ان کی حرمین شریفین میں داخلہ پر پابندی لگوائی جائے گی۔

ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی دفتر ملتان میں 2/3 مارچ 2006 کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ نے کی، افتتاحی خطاب حضرت مولانا اللہ وسایا نے کیا، کانفرنس سے حضرت مولانا عبدالغفور حقانی، حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر، حضرت مولانا قاری خلیل احمد، علامہ خالد محمود ندیم جمعیت اہلحدیث، مولانا مفتی ہدایت اللہ پسروری بریلوی مکتب فکر و دیگر علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

احتجاجی مظاہرہ وریلی

ختم نبوت کانفرنس کی دوسری نشست قلعہ کہنہ قاسم باغ میں 11:30 بجے شروع ہوئی، کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کندیاں شریف نے کی، کانفرنس سے حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی، اطہر ممتاز شیخ پاکستان مسلم لیگ ن گروپ، راؤ ظفر اقبال جماعت اسلامی، حافظ اللہ دتہ کاشف ایڈووکیٹ ممبر ضلعی اسمبلی ملتان، مولانا خالد محمود ندیم جمعیت اہلحدیث، مختار احمد اعوان سابق وفاقی وزیر پاکستان پیپلز پارٹی، انتظار احمد قریشی مجلس شہریان ملتان، پیر اعجاز ہاشمی جمعیت علماء پاکستان، مولانا محمد عبداللہ جمعیت علماء اسلام پنجاب نے خطاب کیا جبکہ خطبہ جمعہ قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمن نے دیا اور جمعہ کی امامت بھی کرائی، بعد از نماز جمعہ مولانا رشید احمد لدھیانوی، مفتی ہدایت اللہ پسروری نے ہدایات دیں، جلسہ نے ریلی کی شکل اختیار کر لی جس کی قیادت مولانا فضل الرحمن، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، لیاقت بلوچ، نوابزادہ منصور احمد خان پاکستان جمہوری پارٹی نے کی، ریلی کے شرکاء انتہائی نظم وضبط کے ساتھ چوک گھنٹہ گھر پہنچے، جہاں پر قائدین نے ریلی سے خطاب کیا، آخر میں مقررین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس نے اس نازک موقع پر کانفرنس، جلسہ، مظاہرہ اور ریلی کی میزبانی کر کے ناموس رسالتؐ کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا ہے، مولانا فضل الرحمن کی دعا پر مظاہرین پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

اعلان: بقیہ شہروں کے مظاہروں اور ریلیوں کی تفصیلی خبریں ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

رعایتی قیمت — مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

کتاب کا نام	جلد	تصنیف	قیمت
فتاویٰ ختم نبوت	جلد اول	مفتی سعید احمد جلالپوری	150/-
فتاویٰ ختم نبوت	جلد دوم	مفتی سعید احمد جلالپوری	150/-
فتاویٰ ختم نبوت	جلد سوم	مفتی سعید احمد جلالپوری	150/-
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	150/-
مقدمہ قادیانی مذہب		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	70/-
خاتم النبیین		حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	60/-
تحفہ قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد چہارم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
تحفہ قادیانیت	جلد ششم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	50/-
احتساب قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہارم	حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ششم	قاضی سلیمان منصوری پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہفتم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہشتم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد نہم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دہم	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد یازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دوازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سیزدہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہاردہم	علامہ نظام الدین بی اے	125/-
قومی تاریخی دستاویز		حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد اول	حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد دوم	حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
رئیس قادیان		حضرت مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	100/-
رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام		مولانا عبداللطیف مسعودؒ	100/-
فراق یاراں	جلد اول	حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/700، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1400

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا